46

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

4 تا 10 جمادی الاولیٰ 1444ھ/ 29 نومبر تا 5 دسمبر 2022ء

دین حق کی فطری طاقت

دشمنانِ اسلام کو یہ معلوم نہیں کہ خود اس دین کی فطرت وطبیعت میں ایسی مضبوط قوت موجود ہے جو اُن کی سب کوششوں کو ناکام بنا سکتی ہے۔ یہ دین اللہ کا آخری کامل دین ہے۔ جس کے متعلق اس کا وعدہ ہے کہ قیامت تک زندہ و پائندہ رہے گا، غالب وتابناک رہے گا۔ ایک قوم اگر خدانخواستہ اس کا ساتھ چھوڑے گی تو اللہ تعالیٰ اسے کسی اور کے سپرد کر دے گا۔

﴿وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا يَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَـكُمۡ ۝٣٨﴾ (سورۂ محمد)

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے!

اعدائے اسلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی مہلت اور ڈھیل ہے، تاکہ وہ اپنا پیمانہ بھر لیں، بھرنے کے بعد ہی لبریز ہوگا!...... جہاں تک سیاسی اور معاشرتی میدان میں غلبۂ دین کا تعلق ہے، مسلم قوم مر مر کے جینے والی اور ڈوب ڈوب کر اُبھرنے والی ہے: ﴿وَاِنَّ جُنۡدَنَا لَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ۝١٧٣﴾ (الصّٰفّٰت) کئی دفعہ اس قوم پر ادبار کا وقت آیا مگر یہ پھر سنبھل گئی اور ایسے طریقے سے اُٹھ کھڑی ہوئی کہ دنیا حیران رہ گئی۔ دشمن اپنے ہاتھوں اپنی قبر آپ کھود رہے ہیں جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ وہ خود دفن ہو کر رہیں گے۔ دنیا کا موجودہ بحران جو مسلمانوں کے لیے پریشان کن ہے، بفضلہٖ تعالیٰ ایک عارضی وقفہ ثابت ہوگا۔ مغربی تہذیب اور کمیونزم جن سے اس وقت اسلام کا مقابلہ ہے، دونوں اندر سے کھوکھلے ہو چکے ہیں اور شائد اس انتظار میں ہیں کہ کوئی جاندار قوم اسلام کا دامن تھام کر میدان میں آئے تو یہ دونوں میدان کو اس کے لیے خالی کر دیں!

تفسیر فی ظلال القرآن (جلد سوم)
سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

چمن کے مالی اگر بنالیں......
امیر سے ملاقات (9)
کیا نظام باطل میں اطاعتِ رسولؐ ممکن ہے؟ (4)
تنظیم اسلامی ماضی، حال اور مستقبل
تنظیم اسلامی کا سالانہ علاقائی اجتماع
تنظیم اسلامی کی ناظمہ عالیہ کا ناصحانہ پیغام

بلا ضرورت بڑی بڑی عمارات بنانا مذموم ہے

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ
1012

سورۃ الشعراء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 123 تا

کَذَّبَتۡ عَادُ ۣ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۲۳﴾ۚۖ اِذۡ قَالَ لَہُمۡ اَخُوۡہُمۡ ہُوۡدٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾ۚ اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ
اَمِیۡنٌ ﴿۱۲۵﴾ۙ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۲۶﴾ۚ وَ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ
الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۲۷﴾ؕ اَتَبۡنُوۡنَ بِکُلِّ رِیۡعٍ اٰیَۃً تَعۡبَثُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾ۙ وَ تَتَّخِذُوۡنَ مَصَانِعَ لَعَلَّکُمۡ تَخۡلُدُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾ۚ

آیت: ۱۲۳ ﴿کَذَّبَتۡ عَادُ ۣ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۲۳﴾﴾ ’’قومِ عاد نے رسولوںؑ کو جھٹلایا۔‘‘

آیت: ۱۲۴ ﴿اِذۡ قَالَ لَہُمۡ اَخُوۡہُمۡ ہُوۡدٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾﴾ ’’جب اُن کے بھائی ہودؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو!‘‘

آیت: ۱۲۵ ﴿اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ﴿۱۲۵﴾﴾ ’’یقیناً میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسولؑ ہوں۔‘‘

آیت: ۱۲۶ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۲۶﴾﴾ ’’پس تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔‘‘

آیت: ۱۲۷ ﴿وَ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۲۷﴾﴾ ’’اور میں تم سے اس پر کسی اجرت کا طالب نہیں ہوں‘ میری اجرت تو تمام جہانوں کے رب ہی کے ذِمّے ہے۔‘‘

آیت: ۱۲۸ ﴿اَتَبۡنُوۡنَ بِکُلِّ رِیۡعٍ اٰیَۃً تَعۡبَثُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾﴾ ’’کیا تم لوگ تعمیر کرتے ہو ہر اونچی جگہ پر ایک یادگار‘ عبث کام کرتے ہو۔‘‘

تم لوگ بغیر کسی مقصد اور افادیت کے جگہ جگہ بڑی بڑی عمارتیں محض اپنی یادگاروں کے طور پر تعمیر کر دیتے ہو۔ یہ فضول ریت ہر تمدن اور ہر قوم میں رہی ہے۔ ہر دور کے اُمراء اور حکمران زرِ کثیر خرچ کر کے بڑی بڑی عمارتیں محض اس لیے تعمیر کرتے رہے ہیں کہ وہ دنیا میں ان کی یادگاروں کے طور پر قائم رہیں۔ اہرامِ مصر اور تاج محل ان یادگاروں کی مثالیں ہیں جن پر اپنے اپنے زمانے میں کروڑہا روپیہ خرچ کیا گیا مگر انسانیت کے لیے ان کی افادیت کچھ بھی نہیں ہے۔ قومِ عاد کے اُمراء بھی ایسی یادگاریں بنانے کے شوقین تھے۔

آیت: ۱۲۹ ﴿وَ تَتَّخِذُوۡنَ مَصَانِعَ لَعَلَّکُمۡ تَخۡلُدُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾﴾ ’’اور تم بناتے ہو ایسے شاندار محل کہ شاید تمہیں ہمیشہ (ان میں) رہنا ہے۔‘‘

ایسی یادگاریں اور ایسے محلات تو بعد میں بھی قائم رہتے ہیں مگر انہیں بنانے والے باقی نہیں رہتے۔ جیسے غرناطہ اور قرطبہ کے محلات تو اب بھی موجود ہیں مگر ان کے مکینوں کا آج کہیں نام و نشان نہیں۔ بہر حال ان محلات کو تعمیر کروانے والوں نے تو انہیں ایسے ہی بنایا تھا جیسے انہیں ہمیشہ ان میں رہنا ہے۔

درس حدیث

بلند عمارات کی تعمیر قربِ قیامت کی نشانی

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ... قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ‘ قَالَ: ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ)) قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا قَالَ: ((أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ)) (صحیح مسلم)

حضرت عمر بن الخطاب ؓ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس دوران ہمارے پاس ایک شخص نمودار ہوا...... وہ کہنے لگا: مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں کہ کب ہوگی! آپؐ نے فرمایا: ’’جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔‘‘ وہ کہنے لگا: مجھے اس کی علامات بتا دیں! آپؐ نے فرمایا: ’’جب لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی اور جب تم دیکھو کہ ننگے پاؤں‘ ننگے بدن‘ محتاج‘ بکریوں کو چرانے والے اونچی اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کریں گے۔‘‘

تشریح: آج کل سعودی عرب کے شہر ریاض میں عمارتوں کا مقابلہ اپنے عروج پر ہے۔ دبئی میں برج خلیفہ کی عمارت دنیا کی سب سے اونچی عمارت ہے۔ سعودی عرب کے شہر جدہ میں برج خلیفہ سے بھی بڑی عمارت زیرِ تعمیر ہے جس کی بلندی ایک کلومیٹر تک ہوگی۔ اگر اونچی عمارتیں باعثِ عزت ہوتیں تو فراعین مصر یا عاد و ثمود کے بادشاہ باعثِ عبرت نہ بنتے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

چمن کے مالی اگر بنالیں موافق اپنا شعار اب بھی !

سیاست اور معیشت کا چولی دامن کا ساتھ ہے ان کا ایک ریاست کو مضبوط و مستحکم کرنے میں یا کمزور اور ناکام کرنے میں بڑا اہم رول ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آنے والا پاکستان سیاسی سطح پر ابتری کا شکار ہے اور معاشی طور پر بھاری قرضوں تلے دب کر مفلوج ہو چکا ہے اور اسلام دشمن طاغوتی قوتوں کے اشاروں پر چلنے پر مجبور ہے، حالانکہ قرآن پاک میں امتِ مسلمہ سے دوٹوک انداز میں کہہ دیا گیا: ''اللہ کا وعدہ ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ضرور انہیں زمین میں خلافت (غلبہ) عطا کرے گا، جیسے اُس نے پہلے والوں کو خلافت عطا کی تھی۔ اور وہ ضرور ان کے اس دین کو غلبہ عطا کرے گا جو اُن کے لیے اُس نے پسند کیا ہے اور وہ اُن کی (موجودہ) خوف کی حالت کے بعد اس کو لازماً امن سے بدل دے گا۔ وہ میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی کفر کرے تو ایسے لوگ ہی فاسق ہیں۔'' (سورۃ النور: 55) پھر یہ کہ قیامِ پاکستان سے قبل بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے 100 سے زائد مرتبہ ملک کو ''اسلامی ریاست'' بنانے کے بیانات دیے اور قرآن پاک کو اس ریاست کا آئین قرار دیا۔ اگر ایسی قوم اپنی بقا اور ترقی کا راز مغربی سرمایہ دارانہ جمہوری نظام میں ڈھونڈے تو اس قوم کا حشر وہی ہوگا جو اس وقت وطن عزیز پاکستان کا ہو رہا ہے۔ کیونکہ رب العزت نے اپنے احکامات پر عمل پیرا نہ ہونے والی قوم کے بارے میں قرآن پاک میں نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے کہلوا دیا تھا کہ ''کہہ دیجئے کہ وہ قادر ہے اس پر کہ تم پر بھیج دے کوئی عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر دے اور ایک کی طاقت کا مزا دوسرے کو چکھائے۔ دیکھو کس کس طرح ہم اپنی آیات کی تصریف کرتے ہیں تا کہ وہ سمجھیں۔'' (سورۃ الانعام، :65)

اگر ہم ان آیات مبارکہ کی روشنی میں بحیثیت قوم اپنا جائزہ لیں تو یہ حقیقت ہم پر آشکار ہوگی کہ ہم اس وقت اللہ کے عذاب کی گرفت میں ہیں اور ہر نئے دن کے ساتھ اپنی نافرمانیوں اور بداعمالیوں کے باعث اللہ کے غضب کو مزید بھڑکا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری دنیوی و اُخروی فلاح کا دار و مدار صرف اور صرف اللہ کی طرف پلٹنے اور قوم یونس علیہ السلام کی طرح اجتماعی توبہ کرنے میں ہے۔ لیکن اس کے برعکس ہم نے اپنی معیشت کو سودی نظام سے استوار کر رکھا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم در در کی ٹھوکریں کھاتے، بھیک مانگنے اور اپنے اثاثے گروی رکھ کر اپنے ملک کا نظم ونسق چلانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن ہر گزرتے دن کے ساتھ دنیا ہمیں ڈیفالٹ کے قریب سے قریب تر جاتا دیکھ رہی ہے۔ افغانستان جیسے تباہ حال ملک کی اکانومی دن بدن ترقی کرتی اور ہماری معیشت دن بدن ڈوبتی نظر آ رہی ہے۔ سابقہ چیئرمین ایف بی آر شبر زیدی نے دو سال پہلے کہا تھا کہ ملک کی اقتصادی حالت بڑی تشویش ناک ہے اور جلد وہ وقت آئے گا کہ ہم ڈیفالٹ کر جائیں گے۔ (باقی صفحہ 15 پر)

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

4 تا 10 جمادی الاولیٰ 1444ھ جلد 31
29 نومبر تا 5 دسمبر 2022ء شمارہ 46

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد **طابع**: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

- تنظیم اسلامی قرآن کا پیغام پوری دنیا میں پھیلا رہی ہے، کیا تنظیم اسلامی عملی سیاست میں حصہ لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟ (الیاس رحیم)
- اگر یورپین ممالک اپنے مفادات کی خاطر ایک ہو سکتے ہیں تو ہماری دینی جماعتیں نفاذ اسلام کے لیے ایک کیوں نہیں ہو سکتیں؟ (فاریہ صاحبہ)
- فتنہ انکارِ حدیث کے حوالے سے تنظیم اسلامی کا کیا موقف ہے؟ موجودہ دور کے فتنوں سے کیسے بچا جائے؟ (سید عمر بن ماجد)
- تنظیم اسلامی شرک اور بدعات کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھاتی؟ (محمد بن حامد، بھارت)
- کیا تنظیم اسلامی میں شمولیت کے لیے والدین کی رضامندی اور تعلیم کو مکمل کرنا ضروری ہے؟ (علی انشال)
- تنظیم اسلامی کیسے انقلابی جماعت ہے اور دوسری جماعتوں سے کتنی مختلف ہے؟ (منزہ کریم)

امیر تنظیم کے رفقاء واحباب کے سوالات کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع اس سال مختلف مقامات پر کروانے کی کیا وجوہات ہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: ہر سال نومبر کے مہینے میں دینی جماعتوں کے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں۔ تنظیم اسلامی کی مرکزی اجتماع گاہ بہاولپور میں ہے اور وہاں پر برسوں سے سالانہ اجتماع کا سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا، ان شاء اللہ۔ البتہ کچھ مہینے پہلے پاکستان میں شدید بارشوں اور سیلاب کا معاملہ ہوا جس کی وجہ سے ملک کے کئی علاقے زیرآب آ گئے اور معاملاتِ زندگی بُری طرح متاثر ہو گئے گویا قوم پر ایک بہت بڑی آزمائش آئی۔ ایک تو اس حوالے سے بھی فوری نوعیت کے کام کرنے کی ہم نے کوشش کی اور ابھی بھی وہاں کچھ علاقوں میں بڑے مشکل حالات ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ راستے بحال ہو گئے ہیں اور ٹریفک کے مسائل بھی کم ہو گئے ہیں لیکن چونکہ سالانہ اجتماع میں مختلف علاقوں سے ہزاروں لوگ شریک ہونے کے لیے آتے ہیں، اُن کے لیے ریل گاڑیوں کی بکنگ مہینوں پہلے کی جاتی ہے۔ بعض علاقوں میں تمام ٹرینیں ابھی تک بحال نہیں ہو سکیں اس وجہ سے کچھ انتظامی مسائل پیدا ہوئے۔ پھر چونکہ سیلاب کی وجہ سے ایک ہنگامی صورت حال پیش آئی تو ہم نے دینی ذمہ داری کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے رفقاء کو انفاق اور خدمت کے اس کام میں حصہ لینے کی ترغیب دی اپنے اُن بھائیوں اور بہنوں کے لیے جو اس وقت کھلے آسمان تلے ہیں۔ چنانچہ اس حوالے سے جو اللہ نے توفیق دی ہم نے کوشش کی اور اس کا اہتمام کیا۔ اس تناظر میں ہم نے اپنے کئی دوسرے اخراجات روکنے کی کوشش کی، بہت سارے دوسرے اجتماعات منعقد نہیں کیے۔ یہ وجوہات تھیں جن کی وجہ سے ہم نے بڑا سالانہ اجتماع منعقد نہیں کیا بلکہ مختلف علاقوں میں ہی چھوٹے اجتماعات کا انعقاد کیا۔ یہ اجتماع 19 اور 20 نومبر کو چھ جگہوں پر منعقد ہوئے۔ سالانہ اجتماع کے بہت سارے مقاصد ہوتے ہیں۔ سال میں ایک مرتبہ اپنے تحریکی ساتھیوں اور اکابرین سے ملاقات ہو جاتی ہے، فکر کو تازہ کرنے اور اپنے فرائض کی یاددہانی کا موقع ملتا ہے۔ رفقاء کو اپنے سینئر رفقاء کو سننے کا موقع ملتا ہے۔ راستوں کی مشقتوں سے تربیت کا موقع میسر آتا ہے اور مالی انفاق کا موقع ملتا ہے۔ ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے ایک مرکزی سطح پر تو نہیں البتہ چھ مقامات پر پورے پاکستان میں اجتماعات منعقد ہوئے۔ الحمدللہ!

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: تنظیم اسلامی قرآن کا پیغام پوری دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ تنظیم اسلامی کو پاکستان کی سیاست میں حصہ لینا چاہیے۔ کیا تنظیم اسلامی عملی سیاست میں حصہ لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟ (الیاس رحیم)

امیر تنظیم اسلامی: اس میں کوئی شک نہیں کہ تنظیم اسلامی قرآن کا پیغام پھیلا رہی ہے اور بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس قرآن (بیان القرآن، منتخب نصاب) کو اللہ تعالیٰ نے بڑا قبول فرمایا اور تقریباً تمام مکاتب فکر کے لوگ اور علماء اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ان کے لیے توشہ آخرت بنائے۔ جہاں تک تنظیم اسلامی کی سیاست کا تعلق ہے تو ماضی میں ہم نے ان نشستوں پر کلام کیا ہے کہ تنظیم اسلامی کس حد سیاسی ہے اور کس حد تک نہیں ہے۔ ایک ہوتی ہے نظری سیاست اور ایک ہوتی ہے عملی سیاست۔ جہاں تک نظری سیاست یعنی اجتماعی حالات پر نظر رکھنا، ان کے بارے میں رائے دینا، اور ان میں بگاڑ ہے تو ان کو سنوارنے کے لیے فکرمند ہونا اور پھر اہل اقتدار کو ان کی بہتری کے لیے مشورے دینا اور ملکی حالات پر تبصرے کرنا یہ ہمارا فریضہ اور دینی ذمہ داری ہے۔ اس معنی میں ہم سیاسی ہیں۔ البتہ تنظیم اسلامی انتخابی سیاست کی قائل نہیں ہے۔ یعنی اس سطح پر ہم عملی سیاست کا حصہ نہیں ہیں البتہ نظری سیاست کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ سیاست دین کا حصہ ہے۔ لیکن ہماری دیانتداری کے ساتھ رائے یہ ہے کہ ملک کے معروضی حالات کے اعتبار سے انتخابی سیاست کے راستے سے شریعت کے نفاذ کا معاملہ ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ جمہوریت کے ذریعے ایک چلتا ہوا نظام چلایا تو جا سکتا ہے لیکن بدلا نہیں جا سکتا۔ نظام کو بدلنے کے لیے پُرامن، منظم اور غیر مسلح تحریک کی ضرورت ہے جو نفاذ شریعت کا مطالبہ لے کر میدان میں نکلے۔ اس حوالے سے بانی تنظیم اسلامی کا خطاب ’’رسول انقلاب ﷺ کا طریقہ انقلاب‘‘ کے عنوان سے کتابی شکل میں بھی موجود ہے۔ اب تو معروضی حالات بتا بھی رہے ہیں کہ انتخابی سیاست سے یہاں اسلام کا نظام نہیں آ سکتا۔ اس کی سب سے بڑی مثال جنرل مشرف کا دور ہے جس میں ہماری مذہبی سیاسی جماعتوں کو کافی زیادہ سیٹیں ملی تھیں لیکن مشرف دور میں جتنے خلاف شریعت کام ہوئے اور جتنے تیزی کے ساتھ ہوئے شاید اس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔ لہٰذا اس وجہ سے ہم مروجہ انتخابی سیاست کا حصہ نہیں بنتے۔ البتہ بعض مرتبہ بعض اہل علم کی ایک فقہی رائے فتوے کی صورت میں یہ بیان کی جاتی ہے کہ ووٹ ایک مقدس امانت ہے تو آپ ووٹ کیوں نہیں دیتے؟ ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ اگر ہمارے رفقاء ووٹ ڈالنا چاہتے ہیں تو تنظیم نے ان کے سامنے دو شرائط رکھی ہیں۔ ایک یہ کہ اگر کوئی امیدوار کسی جماعت سے تعلق رکھتا ہے تو یہ دیکھ لیا جائے کہ اس جماعت کے منشور میں کوئی شے

خلاف اسلام نہ ہو۔ دوسری وہ امیدوار ظاہری اعتبار سے کبیرہ گناہ میں مبتلا نہ ہو۔ اگر دو شرائط پوری ہوں تو ہم ووٹ ڈالنے والے کو گنجائش دیتے ہیں، ہم لازم قرار نہیں دیتے اور نہ ہم دعوت دیتے ہیں کہ لوگ ووٹ ڈالنے کی کوشش کریں۔

سوال: کیا ووٹ ڈالنے کے حوالے سے قرآنی آیت: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا لا﴾ (النساء:58) کی روشنی میں آگاہی دی جاسکتی ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: یقیناً! جب ایسے مواقع آتے ہیں تو ہم اس آیت کریمہ اور پھر دورۂ ترجمہ قرآن (رمضان) کے ذریعے بھی لوگوں کو آگاہی دیتے ہیں۔ یہ سورۃ النساء کی آیت 58 ہے۔ بانی تنظیم اسلامی جب اس آیت کا درس دیتے تھے تو وہ یہ نکتہ بھی بیان فرمایا کرتے تھے۔ اس حوالے سے مفتی محمد شفیع ؒ کا بہت معروف فتویٰ ہے جس کا حوالہ ہماری مذہبی سیاسی جماعتیں دیتی ہیں اور شائع کرتی ہیں۔ یہ اچھی بات ہے کم سے کم ایسے لوگوں کو ووٹ نہ دیا جائے جو کبائر میں مبتلا ہوں اور جن کے نظریات میں بگاڑ ہو ورنہ اگر ہم ایسے لوگوں کو ووٹ دیں گے اور پھر وہ جا کر شریعت کے خلاف کام کریں گے تو ہم بھی اس گناہ کا حصہ بنیں گے۔ جہاں اس بات پر زور ہے کہ ووٹ ایک مقدس امانت ہے وہیں یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ ہم کہیں ایسے لوگوں کی حمایت تو نہیں کر رہے جو کل خلاف شریعت معاملات میں مبتلا ہوں اور ان کے مبتلا ہونے کا ذریعہ ہم بنیں اور وہ سارا وبال ہمارے اوپر بھی آئے۔

سوال: اسمبلی کے محاذ پر اگر دینی جماعتوں کے لوگ نہ ہوں تو کیا پھر وہاں سیکولر اور لبرل لوگوں کو خلاف شریعت قوانین بنانے کے لیے کھلی چھوٹ نہیں مل جائے گی۔ جیسے حالیہ ٹرانس جینڈر قانون کی مثال موجود ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: اس میں کوئی شک نہیں کہ مختلف محاذوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ٹرانس جینڈر ایکٹ کے خلاف جمعیت علماء اسلام اور جماعت اسلامی کی دو خواتین نے آواز اٹھائی تھی۔ اس کے علاوہ وہ چند اور افراد دینی جماعتوں سے تعلق رکھتے تھے لیکن ان کی طرف سے کوئی بات سامنے نہیں آئی۔ اصل میں موجودہ جمہوری نظام میں سیٹ اپ بن چکا ہے کہ جس کے ووٹ زیادہ ہیں اس کی بات مانی جائے گی۔ اسمبلی کے محاذ پر دینی جماعتوں کے لوگ اگر ہیں تو ہم اس کو appriciate کرتے ہیں لیکن اگر دیانتداری سے تجزیہ کیا جائے تو عملی صورت حال یہ ہے کہ عدالت میں خلاف شریعت قانون کا کیس ہو تو اس کو لنگر آن کر دیا جاتا ہے اور پارلیمنٹ میں کمیٹیاں بنا کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ دینی جماعتوں کو ووٹنگ کے لحاظ سے بہت تھوڑی تعداد میسر ہوتی ہے۔ بہر حال 75 برسوں میں کچھ لوگوں نے یہ محاذ سنبھالا لیکن اس کے باوجود آج ہم کھڑے کہاں ہیں۔ نتیجہ یہی ہے کہ مسلسل خلاف شریعت قوانین لائے جا رہے ہیں اور سیکولر طبقہ اس ضمن میں مسلسل پیش قدمی کر رہا ہے۔ جماعت اسلامی کے سابق امیر سید منور حسن (اللہ ان کے درجات بلند کرے) کے الفاظ ہیں کہ میں اپنی ساٹھ سالہ تحریکی زندگی کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ انتخابات کے ذریعے شریعت کا نفاذ ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا اور اسی طرح کے الفاظ 70 کی دہائی میں مولانا مودودیؒ کے بھی تھے۔ اسی طرح جمعیت علماء اسلام کے بعض حضرات بھی

> **اگر یورپین ممالک اپنے مفادات کی خاطر ایک ہو سکتے ہیں تو ہماری دینی جماعتیں نفاذ اسلام کے لیے ایک کیوں نہیں ہو سکتیں؟**

اس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بانی تنظیم اسلامی نے ہمیں جو تحریکی فکر دی اس کو بھی آج کے علماء تسلیم کر رہے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی مثال بانی تنظیم کے انتقال کے وقت جامعہ اشرفیہ لاہور میں چوٹی کے ڈھائی سو علماء کا اجلاس تھا۔ انہوں نے اپنے فائنل اعلامیہ میں یہی فرمایا کہ اس ملک کے مسائل بہت ہیں لیکن بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ یہ ملک ہم نے شریعت کے نام پر لیا، شریعت ہم نے نافذ نہیں کی جس کی وجہ سے آج ہم مسائل کا شکار ہیں، اللہ ہم سے ناراض ہے۔ اس اعلامیہ میں یہ الفاظ ہیں کہ ہمیں ایک تحریک چلانی چاہیے جو غیر مسلح ہونی چاہیے اور شریعت کے مطالبہ کے لیے ہمیں کھڑا ہونا چاہیے۔ یہ الفاظ ڈاکٹر صاحب 80 کی دہائی میں کہتے رہے ہیں۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ اتنے بڑے بزرگوں کی ڈسکشن اور ان کا اعلامیہ جاری ہونا اور جو لوگ مروجہ سیاست کا حصہ رہے وہ بھی اگر اس نتیجے پر پہنچ رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ جو بات بانی تنظیم اسلامی کی طرف سے کہی جاتی رہی اور جس کو تنظیم اسلامی own کرتی ہے وہ بات اب بہت مبرہن ہو کر سامنے آ رہی ہے۔ اگر یہ اکیڈمک ڈسکشن چلتی رہی تو شاید ہمارے مختلف دینی طبقات اس نہج پر سوچیں گے اور تحریک کے راستے کو اختیار کر کے نفاذ شریعت کی طرف کسی درجے میں پیش قدمی کر سکیں گے جو انتخابی راستے سے 75 برس میں نہیں ہو سکی۔

سوال: اگر یورپین ممالک اپنے مفادات کی خاطر ایک ہو سکتے ہیں تو ہماری دینی جماعتیں نفاذ اسلام کے لیے ایک کیوں نہیں ہو سکتیں؟ (فاریہ صاحبہ)

امیر تنظیم اسلامی: بہت اہم سوال ہے۔ سارا عالم کفر اس وقت الکفر ملة واحدة کے مصداق متحد و منظم ہو چکا ہے۔ یہود اور نصاریٰ کے آپس میں لاکھ اختلافات ہوں لیکن اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ سب متحد ہو جاتے ہیں۔ خلیج کی جنگ میں 31 غیر مسلم ممالک اور افغانستان کے خلاف 50 غیر مسلم ممالک فوراً متحد ہو گئے۔ اس لحاظ سے ہمیں شرم آنی چاہیے کہ وہ باطل پر رہ کر متحد ہو سکتے ہیں تو ہم حق پر ہو کر اتفاق کیوں نہیں کر سکتے؟ علمی اختلاف ہونا کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ علمی دلائل کی بنیاد پر اختلاف رکھنا ایک صحت مند معاشرے کی علامت ہے اور یہ امت کا چودہ صدیوں کا ورثہ ہے۔ صحابہ کرام ؓ اور آئمہ مجتہدین کے درمیان علمی اختلاف ہوتا تھا لیکن وہ ایک دوسرے کی رائے کا احترام بھی کرتے تھے اور اس کو تفرقے کا باعث نہیں بناتے تھے۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اہل علم اپنے علمی مسائل کو علمی مجالس تک محدود رکھیں اور منبر و پبلک فورمز پر مشترکات پر بات کریں۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان کی دینی جماعتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی خاطر اور دین اسلام کو ماننے کی وجہ سے کیا ایک نہیں ہو سکتیں؟ ہماری رائے ہے کہ دینی جماعتیں کیوں نہ کسی منکر کے خلاف متحد ہو جائیں۔ یعنی علمی مباحث اور اختلافات اپنی جگہ رہیں لیکن دین کے مسلمہ امور پر ہماری آواز ایک ہونی چاہیے۔ مثال کے طور پر سود کے معاملے پر دینی طبقات کی طرف سے جس انداز سے بات اٹھنی چاہیے تھی وہ نہیں اٹھی حالانکہ اس حوالے سے ان میں کوئی اختلاف بھی نہیں پایا جاتا۔ خاص طور پر ابھی ٹرانس جینڈر کا قانون سامنے آیا، ہمیں خوشی ہے کہ تمام مکاتب فکر کی طرف سے اس کے خلاف آواز اٹھی ہے۔ یہی ہمارا کہنا ہے کہ مشترکات پر بات کریں اور اس بنیاد پر متحد اور ہم آواز ہونے کی کوشش کریں۔ تنظیم اسلامی کی تاریخ رہی ہے کہ جب بھی وحدت امت کانفرنس، اتحاد یا مشترکہ پلیٹ فارم کی بات آتی ہے تو ہم اس میں شرکت بھی کرتے ہیں اور اپنی آراء کے ذریعے اس کا حصہ بھی بنتے ہیں۔ اگر اللہ، رسول اللہ ﷺ اور قرآن کی محبت ہماری اولین ترجیح ہے تو پھر ذاتی اختلافات بہت پیچھے رہ جائیں گے۔

لیکن اگر ہمارے ذاتی مفادات ترجیح بنتے ہیں تو پھر ہم کبھی متحد نہیں ہو پائیں گے جیسا کہ اس وقت ہو رہا ہے۔ کسی نے بڑی خوبصورت بات کہی کہ جب دین passion ہوتا ہے تو لوگ دوسروں کے لیے قربانیاں دیتے ہیں لیکن جب دین پروفیشن بنتا ہے تو اس میں rubbery آجاتی ہے۔ اللہ ہمیں دین کو passion بنانے کی توفیق دے۔

بہرحال اس کا عملی پہلو یہ ہے کہ جب تک ہم دین کو، دین کی دعوت کو ترجیح اول نہیں بنائیں گے اس وقت تک ہم میں اشتراک پیدا نہیں ہوسکتا۔ قرآن نصاریٰ کے بارے میں کہتا ہے: ﴿تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ (آل عمران:64) ''آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان بالکل برابر ہے''

حالانکہ نصاریٰ تو محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا رسول نہیں مانتے اور قرآن کو اللہ کا کلام نہیں مانتے۔ مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ معاذ اللہ! اتنے شدید اختلاف کے باوجود قرآن کہتا ہے کہ وہ ایک اللہ کو مانتے ہیں تو یہاں سے بات کو شروع کرو۔ اگر ہم اشتراک چاہتے ہیں تو مشترکہ امور کی دعوت دینی ہوگی۔ علمی اختلاف علمی مجالس میں رکھیں، مسلک نیچے رکھیں اور دین کو اوپر رکھیں تو ممکن ہے ایک دوسرے کو قریب لانے میں کامیابی ممکن ہوجائے۔

سوال: فتنہ انکار حدیث کے حوالے سے تنظیم اسلامی کا کیا موقف ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: فتنہ انکار حدیث وسنت کے مباحث پہلے ہوتے تھے اب تو فتنہ انکار خدا پر بحثیں ہو رہی ہیں۔ تعلیمی اداروں میں خدا تعالیٰ کی ذات پر بحث ہو رہی ہے۔ اب جو خدا کو ہی نہیں مانتا تو قرآن کو کہاں سے مانے گا۔ فتنہ انکار سنت میں مبتلا لوگ تو کم سے کم قرآن حکیم کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہمارے سابق امیر حافظ عاکف سعید سے بڑے emotional and aggressive انداز میں سوال کیا گیا تھا کہ کیا قرآن محتاج ہے کہ اس کی تشریح کی جائے؟ تو انہوں نے بڑا پیارا جواب دیا تھا کہ قرآن محتاج نہیں بلکہ ہم محتاج ہیں کہ قرآن کریم کی تشریح ہو اور وہ تشریح صاحب قرآن ﷺ نے کی ہے۔ فتنہ انکار حدیث میں مبتلا لوگوں کے دلائل ان لوگوں کو متاثر کرتے ہیں جنہیں دین کا علم نہیں ہوتا۔ اہل علم نے اس فتنے کا جواب بڑے مدلل انداز میں دیا ہے۔ میں دو تین کتابوں کا حوالہ دوں گا:

1۔ حدیث کا جائزہ (لطف الرحمن مرحوم)۔ ایک مختصر کتابچہ ہے۔ اس میں حدیث کا تعارف، منکرین حدیث کے اعتراضات کے جوابات، احادیث کی compilation and gradation، محدثین کی محنتیں اور قربانیاں وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ اس کا مطالعہ مفید رہے گا۔

2۔ حجیت حدیث (مفتی تقی عثمانی): اس کا انگریزی میں بھی ترجمہ The Authority of Sunnah کے عنوان سے موجود ہے۔

3۔ سنت کی آئینی حیثیت (مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ) یہ بھی بہت جامع کتاب ہے جو مفید رہے گی۔

4۔ آئینہ پرویزیت (مولانا عبدالرحمن کیلانیؒ): جن حضرات کو اس فتنہ کا رد تفصیلی دلائل میں چاہیے ہو ان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ بہت قیمتی کتاب ہے۔ اس میں بخاری شریف کی 140 احادیث پر اعتراضات کے بڑے مدلل جوابات دیے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ جب ہمارے ساتھیوں کا انکار سنت کے فتنہ میں مبتلا لوگوں سے کلام ہو تو ان سے پہلے یہ طے کروالیں کہ وہ سنت کو دین میں حجت مانتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں مانتے تو پھر بخاری کی حدیث پیش نہ کریں بلکہ قرآن سے دلائل دیں۔ کیونکہ وہ قرآن کو مانتے ہیں اور ان کتابوں میں بھی حوالہ جات موجود ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن کریم سورۃ الجمعہ میں رسول اکرم ﷺ کے فرائض بیان کرتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ﴾ (الجمعہ:2) ''وہی تو ہے جس نے اٹھایا اُمیین میں ایک رسول ان ہی میں سے' جو ان کو پڑھ کر سناتا ہے اُس کی آیات اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب وحکمت کی۔''

پہلی بات آئی کہ آپ ﷺ تلاوت کرتے ہیں، تیسری بات آئی کہ آپ ﷺ کتاب کی تعلیم دیتے ہیں۔ جب تلاوت کرکے سنا دیا تو اس کے بعد تعلیم کیا ہے؟ اس کا مطلب ہے تعلیم قرآن کے الفاظ کے علاوہ کسی شے کا نام ہے۔ پھر قرآن کریم سورۃ القیامہ میں فرماتا ہے:

﴿اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ۝۱۹﴾ (القیامہ) ''ہمارے ہی ذمے ہے اس کو واضح کردینا بھی۔''

اس میں بھی بیان کا مطلب وہی تعلیم ہے جو قرآن کے الفاظ کے علاوہ ہے۔ اس طرح کے بے شمار دلائل دیے جا سکتے ہیں۔ اس حوالے سے آخری نکتہ یہ ہے کہ جو موضوع اور ضعیف احادیث امت میں فتنہ برپا کرنے کے لیے گھڑی گئیں تو اس کا مطلب ہے کہ اوریجنل احادیث موجود ہیں اور فتنہ برپا کرنے والوں کو معلوم تھا کہ امت میں حدیث کو حجت حاصل ہے اس لیے انہوں نے موضوعات گھڑنے کی کوشش کی۔ اصل ہوتی ہے تو اس کی نقل بھی تیار ہوتی ہے۔ جیسے دس ہزار کا جعلی نوٹ اس لیے نہیں ملے گا کیونکہ اس کا اوریجنل موجود نہیں ہے۔ جو کہا جا رہا ہے کہ احادیث مبارکہ ڈھائی سو سال بعد لکھی گئیں تو یہ بہت غلط بات ہے۔ قرآن حکیم حضور ﷺ کے دور میں لکھا گیا البتہ وہ کتابی شکل میں صدیق اکبرؓ کے دور میں کمپائل ہوا ہے۔ اسی طرح احادیث حضور ﷺ کے دور میں لکھی گئی ہیں اور بعض صحابہ کرامؓ کے پاس صحیفہ موجود تھے جن میں سے صحیفہ صادقہ بڑا مشہور ہے۔ بہرحال قرآن اور حدیث دونوں حفظ، تعلیم، تحریر اور عمل چار ذرائع سے امت کو ملے ہیں۔ البتہ ڈھائی سو برس بعد محدثین کا دور ہے جب علم حدیث کے اصول طے ہوگئے جو صحابہ کرامؓ کے طرز عمل سے حاصل کیے گئے۔

سوال: تنظیم اسلامی شرک اور بدعات کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھاتی؟ (محمد بن حامد، بھارت)

امیر تنظیم اسلامی: جب تنظیم اسلامی نے یہ کہا ہے کہ ہماری دعوت کا بنیادی ذریعہ الکتاب (قرآن و حدیث) ہے۔ جب ہم قرآن وحدیث بیان کرتے ہیں تو ان میں جابجا توحید کا درس بھی آتا ہے اور شرک کی نفی کے دلائل بھی سامنے آتے ہیں۔ اگر سوال کرنے والے بھائی چاہتے ہیں کہ ہم شرک کے فتوے بانٹنا شروع کردیں تو یہ ہمارا کام نہیں۔ شرک کے موضوع پر بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے چھ گھنٹے کے آڈیو بیانات موجود ہیں جو حقیقت واقسام شرک کے عنوان سے کتابی شکل میں بھی دستیاب ہیں۔ بعد میں انہوں نے ان کو ویڈیوز میں بھی بیان کیا ہے۔ 1985ء کی ابوظہبی کی مشہور سوال و جواب کی تقریباً تین گھنٹے کی نشست میں بھی انہوں نے بیان کیا ہے۔ کئی مکاتب فکر کے کئی علماء نے ان بیانات کی تحسین بھی کی۔ اس کے آخر میں ڈاکٹر صاحب نے بڑی قیمتی بات بیان کی ہے کہ سب سے اہم یہ ہے کہ ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہم خود تو کسی نوع کے شرک میں مبتلا تو نہیں ہیں۔ یعنی مجھے فلاں دیوی دیوتا کا شرک تو نظر آرہا ہے مگر میں خود نفس یا دولت کے بت کی پرستش کررہا ہوں کیا مجھے یہ شرک نظر آرہا ہے یا نہیں؟ غیر اللہ کے قانون پر مطمئن ہوکر بیٹھا ہوا ہوں تو یہ شرک نظر آرہا ہے یا نہیں؟ پھر انہوں نے اگلی بات بیان فرمائی کہ امت میں جب کبھی فتویٰ دیا گیا تو کسی کے عقائد کا جائزہ لینے کے بعد کفر کا فتویٰ دیا گیا، مشرک

ہونے یا منافق ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جاتا۔ اگر کسی کو کسی کو کافر قرار دینے کا شوق ہے تو دلائل و براہین لے کر آئے اور اگر کسی گروہ کے بارے میں معاملہ ہے تو پھر وہ رویہ اختیار کیا جائے جو قادیانیوں کے بارے میں اختیار کیا گیا تھا۔ اسی طرح ہم بدعات کا بھی رد کرتے ہیں۔ ہم تو جمعہ میں مسنون خطبہ پڑھتے ہیں جس میں یہ الفاظ ہیں:

((فان خیر الحدیث کتاب اللہ، وخیر الھدی ھدی محمد ﷺ وشر الامور محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالہ وکل ضلالۃ فی النار))

البتہ ہم فتویٰ کا انداز اختیار نہیں کرتے۔ ہم اپنے معاشرے کے زمینی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے توحید اور دین کی دعوت دیں گے لیکن لوگوں کو معاذ اللہ مشرک اور کافر سمجھ کر دعوت نہیں دیں گے بلکہ ان کو مسلمان سمجھ کر دعوت دیں گے اور جہاں اصلاح کا پہلو ہے وہاں اللہ کا کلام اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو بیان کر کے وہ حس بیدار کریں گے کہ ہمارا طرزِ عمل کتاب وسنت کے مطابق ہو۔ یہ حس بیدار ہوگی تو بندہ اقرب الی السنۃ بھی ہوگا بدعات سے بھی دور ہوتا چلا جائے گا۔ ان شاءاللہ!

سوال: کیا تنظیم اسلامی میں شمولیت کے لیے والدین کی رضامندی اور تعلیم کو مکمل کرنا ضروری ہے؟ (علی انشال)

امیر تنظیم اسلامی: ہمیں ان نوجوانوں کی تحسین کرنی چاہیے کہ جو قرآن حکیم کا درس سن رہے ہیں۔ بانی تنظیم اسلامی ہم سب کے محسن ہیں جنہوں نے ہمارے سامنے قرآن حکیم کا فہم رکھا۔ نوجوانوں کے اس تاثر کو ہم بڑا خوش آئند سمجھتے ہیں۔ ہم انہیں یہی مشورہ دیں گے کہ آپ اپنی تعلیم جاری رکھیں۔ اگر پڑھائی چھوڑنے پر والدین ناراض ہوتے ہیں تو آپ ان کو ناراض نہ کریں، آپ پڑھائی کو مکمل کیجیے اور مزید قرآن حکیم کا فہم حاصل کریں، سنت پر عمل کریں۔ اجتماعیت کے ساتھ جڑیں گے تو وہاں اپنے جیسے ہم پلہ ساتھیوں سے بھی ملیں گے جو پڑھ بھی رہے ہوں گے اور اپنی دینی دیگر ذمہ داریوں کو بھی پورا کر رہے ہوں گے۔ آپ اپنے کردار کے لحاظ سے اپنے ماں باپ کے اچھے بیٹے بننے کی کوشش کریں تاکہ آپ کا کردار ماں باپ کا دل جیتے انہیں معلوم ہو کہ ہمارا بیٹا اچھے لوگوں کی صحبت میں ہے۔ جب ماں باپ راضی ہو جائیں گے تو پھر تنظیم میں شمولیت سمیت ان سے ہر جائز چیز منوا سکیں گے۔

سوال: تنظیم اسلامی کیسے انقلابی جماعت ہے اور دوسری جماعتوں سے کتنی مختلف ہے؟ (منزہ کریم)

امیر تنظیم اسلامی: بانی تنظیم اسلامی نے بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا تھا کہ زندگی کے اجتماعی گوشوں (سیاست، معیشت، معاشرت) میں سے کسی ایک گوشے میں بڑی بنیادی تبدیلی آئے تو اس کو انقلاب کہا جاتا ہے۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے اللہ کے آخری رسول ﷺ کے طریق انقلاب کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا جو ''رسول انقلاب کا طریقہ انقلاب'' کے عنوان سے کتابی شکل میں موجود ہے۔ اس کا مطالعہ کریں۔ دوسرا کتابچہ ہے: ''تنظیم اسلامی کی دعوت''۔ ہم چند اعمال یا رسوم کی بات نہیں کرتے بلکہ ہم پورے دین کی بات کرتے ہیں اور یہ دین اپنا غلبہ صرف افراد پر نہیں بلکہ نظام کی سطح پر چاہتا ہے۔ یہ بات بہت کم لوگ کرتے ہیں۔ اس لیے ہم میں اور دوسروں میں فرق ہے۔ جہاں تک دوسری جماعتوں کا تعلق ہے تو جو لوگ بھی دین کے لیے جہاں کہیں محنت کر رہے ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں، ہمارا دل ان کے لیے وسیع ہے البتہ علمی اور طریقہ کار کا اختلاف رہے گا جو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ تنظیم اسلامی میں کیا خاص بات ہے۔ اس حوالے سے چند پہلو خاص ہیں:

1۔ رسول اللہ ﷺ کا مشن غلبہ دین تھا: (سورۃ الصف:9)۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا دین غالب ہونا چاہیے۔ گویا ہم نظام بدلنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔

2۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دعوت، تربیت اور تزکیہ کے لیے بنیادی ذریعے کے طور پر قرآن حکیم اختیار کیا۔ (مریم:97) اسی طرح ہم بھی دعوت، تربیت اور تزکیہ کے لیے قرآن کو مرکزی حیثیت دیتے ہیں۔

3۔ رسول اللہ ﷺ نے بیعت کا تصور عطا کیا، جماعت بیعت کی بنیاد پر بنی۔ اس کے لیے قرآن، سنت، سیرت، صحابہ کرام ؓ اور چودہ صدیوں کے دلائل موجود ہیں۔ تنظیم اسلامی بھی اسی بنیاد پر قائم ہے۔ الحمدللہ!

4۔ تنظیم اسلامی نے منہج انقلاب نبوی ﷺ کی بنیاد پر اپنی تحریک کی بنیاد رکھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: 21) ''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے''

تنظیم اسلامی بھی رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر عمل پیرا ہے جس کی تفصیل ''رسول انقلاب ﷺ کے طریقہ انقلاب'' میں بیان کی گئی ہے۔ یہ چند بنیادی فیچرز ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تنظیم اسلامی کو حاصل ہیں۔ ہم جب تنظیم اسلامی میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ لوگ ان اصولوں کو پڑھ اور پرکھ لیں۔

5۔ پھر الیکشن کی سیاست کا مطلب ہے کہ آپ موجودہ نظام کو تسلیم کرتے ہیں جبکہ انقلاب تو نظام کو مانتا ہی نہیں وہ نظام کو سرے سے تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ اس لحاظ سے تنظیم اسلامی ایک انقلابی جماعت ہے جو کہ انتخابی سیاست کی قائل نہیں۔

سوال: موجودہ دور کے فتنوں سے کیسے بچا جائے؟ (سید عمر بن ماجد)

امیر تنظیم اسلامی: فتنہ 2022ء میں نہیں آیا۔ بلکہ یہ دنیا ہی فتنہ ہے۔ فتنہ کا ایک ترجمہ امتحان بھی ہے کیونکہ دنیا تو امتحان کے لیے بنائی گئی۔ ہم سب اس وقت فتنے میں ہیں۔ البتہ ہر فتنے کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ دجال کا فتنہ اتنا بڑا ہے کہ چودہ صدیاں پہلے اللہ کے رسول ﷺ دعا فرما رہے ہیں:

((فاعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال))

حالانکہ ابھی تک اس کا ظہور شخصیت کے اعتبار سے نہیں ہوا تھا لیکن معلوم ہے کہ وہ آئے گا اور اللہ کے رسول ﷺ اس فتنے سے بچنے کے لیے امت کی تعلیم کے لیے دعا کا اہتمام فرما رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس سے کیسے بچا جائے؟ سیدنا علی ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایک بڑا فتنہ رونما ہوگا۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اس سے نکلیں گے کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی کتاب کے ذریعے۔ (جامع ترمذی) یعنی اللہ کی کتاب کو واقعتاً مضبوطی سے تھامنا فتنے سے بچاؤ کے لیے پہلا کرنے کا کام ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کوئی تم میں سے میرے بعد رہے گا وہ کثیر اختلافات دیکھے گا۔ (ایسی صورت میں) تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔ البتہ سنت کا holistic اپروچ سامنے رہے۔ حضور ﷺ کی ایک ایک ادا قیمتی ہے لیکن آپ ﷺ کی 23 برس کی اقامت دین کی جدوجہد بھی ایک اعلیٰ سنت ہے۔ بہرحال قرآن سے جڑنا، سنت پر چلنا اور صحابہؓ کی جماعت کو فالو کرنا یہ فتنے سے بچاؤ کے لیے کرنے کے کام ہیں۔ آخری بات اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث کا حاصل ہے کہ بندہ جماعتی زندگی اختیار کرے۔ اکیلے بندے کو شیطان اس طرح اچک لیتا ہے جیسے بھیڑیا اس بکری کو اچک لیتا ہے جو ریوڑ سے الگ ہو۔ جماعتی زندگی اور اجتماعیت سے جڑنا بھی فتنوں سے بچاؤ کا بہت بڑا ذریعہ بنے گا۔ ان شاءاللہ!

کیا نظامِ باطل میں اطاعتِ رسولؐ ممکن ہے؟ (4)

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

رسول اللہ ﷺ کی ذِمہ داریاں

رسول کی ذِمہ داری کیا ہے؟ اس کو دو مرحلوں میں سمجھ لیں۔ ایک ہے رسول اللہ ﷺ کی بنیادی ذِمہ داری اور وہ ہے اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا--- رسول کے معنی ہیں: فرستادہ' ایلچی' پیغامبر۔ عام طور پر ہم "پیغامبر" کا لفظ ہر پیغام پہنچانے والے کے لیے استعمال کرتے ہیں' اور اگر اس میں سے الف نکال دیا جائے "پیغمبر" تو یہ لفظ اللہ کا پیغام پہنچانے والے کے لیے خاص ہو جاتا ہے۔ ویسے "رسول" کا لفظ عام ایلچی کے معنی میں بھی آیا ہے۔ جب حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اے عمر! تم مدینہ کی خواتین سے جا کر میری طرف سے بیعت لو تو حضرت عمرؓ خواتین کے اجتماع میں گئے اور وہاں جا کر فرمایا: اَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ "میں اللہ کے رسول کا رسول ہوں" یعنی میں اللہ کے رسول کا بھیجا ہوا ہوں۔

رسول کی بنیادی ذِمہ داری صرف پہنچا دینا ہے۔ چنانچہ یہ آیت ان الفاظ پر ختم ہوتی ہے: ﴿وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٥٤﴾﴾ "نہیں ہے ہمارے رسول پر مگر صاف صاف پہنچا دینے کی ذِمہ داری"۔ اس سے تو یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اس کے سوا رسول کی اور کوئی ذِمہ داری نہیں ہے! یہ بات ذرا غور طلب ہے۔ ہمارے ہاں اکثر عالم دین' واعظ اور خطباء اپنی تقریر کے اخیر میں کہہ دیتے ہیں: وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ کہ ہمارے ذِمہ تو صرف پہنچا دینا ہے! چنانچہ یہ الفاظ تو اکثر و بیشتر سب لوگوں کو یاد ہوں گے اور یہ مضمون قرآن مجید میں بھی متعدد بار آیا ہے' لیکن کیا اسی عموم میں اس کے معنی کو لیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ حالانکہ قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی اور ذِمہ داریاں بھی بیان ہوئی ہیں۔ مثلاً فرمایا گیا ہے: ﴿فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ﴾ (النساء: 84) "(اے نبی ﷺ!) آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجیے' آپ اپنے سوا کسی کے ذِمہ دار نہیں ہیں' اور مسلمانوں کو بھی (قتال کی) ترغیب دیجیے!" یعنی اگر کوئی آپ کے ساتھ نہیں جاتا تب بھی آپ کو تو اللہ کی راہ میں جنگ کرنے کے لیے جانا ہی ہے۔ وہی بات جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی کہ اگر کوئی مانعین زکوٰۃ کے خلاف جنگ کے لیے نہیں جائے گا تو میں تنہا چلا جاؤں گا۔

اسی طرح آپ ﷺ سے فرمایا گیا: ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ﴾ (التوبۃ: 73) "اے نبی (ﷺ)! جہاد کیجیے ان کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کیجیے"۔ تو کیا یہ حضور ﷺ کی ذِمہ داری نہیں ہے؟ مزید برآں فرمایا گیا: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ ...﴾ "اللہ نے مؤمنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں ان ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے"۔ کتاب اور آیات پڑھ کر سنانے سے ابلاغ اور تبلیغ کا حق تو ادا ہو گیا' لیکن ساتھ یہ بھی فرما دیا: ﴿وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ﴾ (آلِ عمران: 164) "اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے"۔ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی ذِمہ داری نہیں ہے؟--- میں یہ سوالیہ انداز اس لیے اختیار کر رہا ہوں کہ سوال سے انسان کا ذہن بیدار ہو کر اُس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور کچھ غور و فکر شروع کر دیتا ہے۔ اس صورتِ حال میں جب بات سامنے آتی ہے تو اس کے لیے ذہن گویا آمادہ ہو چکا ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی ذِمہ داریوں کو یوں سمجھئے کہ ایک ہے رسول کی بنیادی ذِمہ داری اور وہ ہے: اللہ کا پیغام پہنچا دینا۔ "بنیادی" سے مراد یہ ہے کہ جس نے اللہ کے پیغام کو نہیں مانا تو اس کی حد تک آپؐ کی ذِمہ داری یہی تھی۔ مثلاً ابوجہل اور ابولہب تک پیغام پہنچا دیا' انہوں نے نہیں مانا تو اُن کے حوالے سے آپ کی ذِمہ داری پوری ہو گئی اور آپ بری الذمہ ہو گئے۔ یہ آپؐ کی ذِمہ داری نہیں ہے کہ زبردستی ان کو دین کے اوپر لے آئیں' از روئے الفاظِ قرآنی: ﴿لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾﴾ (الغاشیۃ) "(اے نبی ﷺ!) آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں"--- بہرحال جو نہیں مانتے ان کی حد تک آپؐ کی ذِمہ داری بات پہنچانے سے ختم ہو گئی' البتہ جو مان لیں ان کے حق میں تو ذِمہ داریوں کا گویا ایک نیا باب کھل گیا۔ اب ان کا تزکیہ بھی کرنا ہے' ان کی تربیت بھی کرنی ہے' انہیں تعلیم بھی دینی ہے' کتاب و حکمت بھی سمجھانی ہے' انہیں منظم کر کے ایک قوت بھی بنانا ہے اور پھر اس قوت کو باطل سے ٹکرا کر باطل کا سر کچلنا ہے۔ جیسے قرآن میں ارشادِ ربانی ہے: ﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ﴾ (الانبیاء: 18) "بلکہ ہم حق کی ضرب لگاتے ہیں باطل کے اوپر جو اس کا بھیجا نکال دیتا ہے اور وہ اُسی وقت نابود ہو جاتا ہے!"

جو لوگ آپؐ کی دعوت پر ایمان لے آئیں تو اب آپ کے ذِمے ہے کہ انہیں جمع کریں' حزب اللہ بنائیں' ان کی تربیت کریں' ان کے دلوں میں باہمی محبت پیدا کریں' ایک دوسرے کے لیے ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کریں۔ تبھی تو یہ حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت بنیں گے۔ پھر انہیں منظم کریں' سمع و طاعت کا نظام سکھائیں' بایں طور کہ یہ ایک امیر کا حکم مان کر پیش قدمی کرنے کے لیے تیار رہیں اور جب امیر کا حکم مل جائے کہ رک جاؤ تو یہ وہیں رک جائیں۔ یہ سارے کام ہی درحقیقت رسول اللہ ﷺ کی ذِمہ داری ہیں' مگر اُن لوگوں کے ضمن میں جنہوں نے آپؐ کی دعوت پر لبیک کہا۔

قرآن میں تکرارِ محض نہیں ہے!

جیسا کہ میں نے عرض کیا' اطاعتِ رسول کے ضمن میں حضور ﷺ کے انتقال کے بعد دو اعتبارات سے جو ایک خلا پیدا ہوا ہے اس کو پُر کرنے کے لیے خلافت کا نظام ضروری ہے۔ اسی لیے میں نے کہا تھا کہ یہ آیت' اگلی آیت (جس کو آیت استخلاف کہا جاتا ہے) کے لیے تمہید بن کر آ رہی ہے' ورنہ اطاعتِ خداوندی اور اطاعتِ رسول کا حکم تو قرآن مجید میں بہت مرتبہ آیا ہے۔

یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ قرآن مجید میں تکرارِ محض نہیں ہے' اس لیے کہ تکرارِ محض تو کلام کا عیب ہوتا ہے کہ ایک ہی بات کو بار بار دہرایا جائے۔ اگر کوئی مصنف' ادیب یا واعظ ایک ہی بات کو بار بار دہرائے گا تو آپ اُسے بُرا سمجھیں گے اور یہ آپ کی طبیعت پر بوجھ پیدا

کرے گی۔ قرآن مجید میں اگرچہ تکرار (repetition) ہے' لیکن وہ تکرار محض نہیں ہے کہ عیب محسوس ہو' بلکہ ہر جگہ یہ تکرار ایک نئے معانی لے کر آتی ہے۔ الفاظ بظاہر وہی ہیں' لیکن تصور (concept) کچھ اور ہے' سیاق و سباق اور ہے' گفتگو کچھ اور ہو رہی ہے۔ اس طرح ہر جگہ ایک نئی شان ہے۔ جیسے ذاتِ باری تعالیٰ کے لیے فرمایا گیا: ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿٢٩﴾﴾ (الرحمٰن) ''ہر روز وہ ایک شان میں ہے''۔ جیسے اللہ کی شان ہے اسی طرح اللہ کی کتاب کی شان ہے کہ اس میں جو چیزیں بظاہر مکرر نظر آتی ہیں وہ تکرار محض نہیں ہیں' بلکہ سیاق و سباق کے اعتبار سے ان کے اندر نئے نئے مفہوم اور نئے نئے معانی پنہاں ہیں۔

اس کو ایک مثال سے یوں سمجھئے جیسے اپنی جگہ پر رکھے ہوئے موتی بہت خوبصورت نظر آتے ہیں اور اگر آپ نے ان موتیوں کو ایک نظم میں پرو کر ہار بنا لیا تو ان کے اندر حسن کا ایک اور رنگ پیدا ہو گیا۔ پھر آپ نے ان کو کسی اور ترتیب میں جوڑ دیا تو ان میں اور ہی خوبصورتی اور رعنائی پیدا ہو جائے گی۔ اسی طرح قرآن مجید میں جو آیات بار بار آتی ہیں ان میں بظاہر مضمون وہی ہوتا ہے' لیکن درحقیقت نظم اور سیاق و سباق کے اعتبار سے وہ بالکل نئے معانی کے ساتھ آتی ہیں۔ (جاری ہے)

موت العالم، موت العالَم

مفتی محمد رفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

مفتی اعظم پاکستان، سرپرست وفاق المدارس العربیہ اور دارالعلوم کراچی کے مہتمم مفتی محمد رفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾۔ مفتی محمد رفیع عثمانی 21 جولائی 1936ء کو متحدہ ہندوستان کے علاقے دیوبند میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام مولانا اشرف علی تھانویؒ نے رکھا۔ ان کے والد مفتی محمد شفیعؒ دیوبند کے استاد اور تحریک پاکستان کے سرخیل شخصیات میں سے تھے۔ موصوف مولانا تقی عثمانی کے بڑے بھائی تھے۔ مفتی محمد رفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے نصف قرآن دارالعلوم دیوبند اور باقی نصف ہجرت کے بعد پاکستان میں آرام باغ کی مسجد باب الاسلام میں حفظ کیا۔ حفظ قرآن کا آخری سبق فلسطین کے مفتی اعظم امین الحسینی سے پڑھا۔ 1960ء میں دارالعلوم کراچی سے درسِ نظامی اور مفتی کورس کی تکمیل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے عربی فاضل کی ڈگری حاصل کی۔ 1976ء میں والد کی وفات کے بعد دارالعلوم کراچی کا انتظام سنبھالا۔ 1980ء میں سوویت یونین کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔ 1995ء میں مفتی اعظم پاکستان کا خطاب ملا۔

مولانا نے عربی اور اردو کی تقریباً 27 کتابیں تصنیف کیں۔ ان کی کتابوں میں درس مسلم، دوقومی نظریہ نوادر الفقہ قابل ذکر ہیں۔

مفتی صاحب کی وفات سے پاکستان ایک معتدل، بلند پایہ، فقیہ اور مفتی سے محروم ہو گیا۔ مفتی صاحب کی گراں قدر علمی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مفتی محمد رفیعؒ کی کامل مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور ان کے جانشینوں کو ان کے نقش قدم پر ثابت قدمی سے چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

پریس ریلیز 25 نومبر 2022ء

آرمی چیف کی اتفاق رائے سے تقرری سے ملک میں ہیجانی کیفیت ختم ہو گئی

شجاع الدین شیخ

آرمی چیف کی اتفاق رائے سے تقرری سے ملک میں ہیجانی کیفیت ختم ہو گئی۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ خوش آئند بات ہے کہ نئے آرمی چیف کی تقرری سینیارٹی کی بنیاد پر کی گئی اور فریقین کی طرف سے کسی ایسے اقدام سے اجتناب کیا گیا جس سے اس اہم تعیناتی میں تاخیر ہوتی اور ملک میں انتشار بڑھ جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اہم ترین عسکری تقرریوں کے معاملے پر سیاسی اتفاق رائے نے ثابت کر دیا ہے کہ تمام سیاسی معاملات افہام و تفہیم اور مذاکرات کے ذریعہ حل کیے جا سکتے ہیں۔ اُنہوں نے افواجِ پاکستان کی اعلیٰ قیادت کی جانب سے سیاسی معاملات میں مداخلت نہ کرنے کے اعلان کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا کہ افواجِ پاکستان کو اپنے پیشہ وارانہ امور پر توجہ دینی چاہیے تاکہ ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت پر ساری توجہ مرکوز کی جا سکے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ افواجِ پاکستان کے نئے سپہ سالار حافظِ قرآن ہیں، ہم توقع کرتے ہیں کہ وہ افواجِ پاکستان کے شعار ''ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ'' پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک پاکستان کی بقا و سلامتی کا انحصار دینِ اسلام کے نفاذ ہی پر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام سٹیک ہولڈرز نظریہ پاکستان کو عملی تعبیر دینے کے لیے متحد ہو کر جدوجہد کریں تاکہ پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنایا جا سکے اور ہم دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو ہو جائیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ ملاکنڈ، باجوڑ شرقی کے ملتزم رفیق شیر بہادر کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0302-2460401

☆ تنظیم اسلامی گل گشت، ملتان کے ملتزم رفیق جناب محمد نجم علی کے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-6317850

☆ حلقہ اسلام آباد کے دفتر میں خدمات سرانجام دینے والے رفیق تنظیم فیصل عقیل کی ساس وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0301-5322893

☆ حلقہ سرگودھا، شرقی تنظیم کے نقیب اسرہ ملک محمد افضل اعوان کے بہنوئی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-6013783

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

بانی تنظیم اسلامی کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ وہ ایک دیانت دار تجزیہ نگار تھے۔ ڈنکے کی چوٹ پر اچھے کو اچھا اور بُرے کو بُرا کہتے تھے: ڈاکٹر عبدالسمیع

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہا کرتے تھے کہ جتنی بڑی تبدیلی کی بات ہم کر رہے ہیں وہ کسی ڈھیلے ڈھالے نظم کے ساتھ ممکن نہیں ہے: اعجاز لطیف

پرویز مشرف کے دور میں بڑی کوشش ہوئی تھی کہ کسی طرح تنظیم اسلامی کو بھی لپیٹ میں لیا جائے لیکن الحمد للہ محترم حافظ عاکف سعید بڑی حکمت عملی سے جبر کے اس دور سے تنظیم کو نکال کر لے گئے: ایوب بیگ مرزا

احیائے دین کی چار سو سالہ تحریک کی اولمپک مشعل اس وقت تنظیم کے ہاتھ میں ہے۔ اس احیائی تحریک کا آغاز مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ تحریک شہیدین سے ہوا: خورشید انجم

تنظیم اسلامی: ماضی، حال اور مستقبل کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: آپ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو تنظیم اسلامی کے قیام سے پہلے سے سنتے تھے۔ داعی قرآن ومبلغ قرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو ایسی کیا ضرورت پیش آئی کہ ایک اسلامی انقلابی جماعت کی بنیاد رکھی حالانکہ دوسری جماعتیں بھی موجود ہیں؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا بڑا واضح موقف تھا کہ قرآن مجید کے ذریعے تذکیر کی اپنی ایک حیثیت ہے اور یہ بھی ہماری ذمہ داریوں میں سے ہے لیکن اقامتِ دین کی جدوجہد کرنا، اس کے لیے کسی جماعت میں شامل ہونا اور جماعت کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنا بھی ہر مسلمان کے لیے لازم ہے۔ پھر وہ یہ بھی کہتے تھے کہ جب کسی کو اس ذمہ داری کا احساس ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ اپنے گردونواح میں دیکھے کہ اگر کوئی ایسی جماعت ہے جو اس کے لیے کام کر رہی ہے، اس کی قیادت اور طریقہ کار سے وہ مطمئن ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ خود کھڑا ہو اور اس کام کا آغاز کرے۔ چنانچہ انہوں نے اسی کے مطابق تنظیم اسلامی کی بنیاد رکھی۔ اس سے پہلے وہ جماعت اسلامی میں تھے لیکن جماعت اسلامی نے قیام پاکستان کے بعد ملکی سیاست میں کود کر اقتدار کا رائیول بنا لیا تو اس سے ڈاکٹر صاحبؒ کے خیال کے مطابق جماعت نے اپنی منزل کھوٹی کر لی۔ اس کے باوجود ڈاکٹر صاحبؒ کی کوشش تھی کہ جماعت کے اندر رہ کر اس کی اصلاح کی جائے۔ اس کے لیے مرکزی شوریٰ کے تحت ایک جائزہ کمیٹی بنائی گئی اس میں ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنا موقف کھل کر بیان کیا۔ یہ بیان آج بھی ”تحریک، جماعت اور اسلام: ایک تحقیقی مطالعہ“ کے عنوان سے کتابی شکل میں موجود ہے۔ بھرپور کوشش کے باوجود جب جماعت اسلامی پٹڑی پر واپس نہ آسکی تو ڈاکٹر صاحب نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ پھر جو بڑے بزرگ جماعت سے علیحدہ ہوئے تھے ان کا انتظار کیا کہ وہ آگے بڑھیں اور آپ ان کے ساتھی بنیں لیکن ایک دو بار کوششیں ہوئیں لیکن پھر اللہ کو منظور نہیں تھا تو جماعت نہیں بن سکی۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے تن تنہا اس کام کو لے کر آگے چلنے کا فیصلہ کیا۔

مرتب: ابو ابراہیم

سوال: ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا اپنے رفقاء کے ساتھ اور رفقاء کا بانی تنظیم کے ساتھ تعلق کیسا تھا؟

اعجاز لطیف: اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو خصوصی صلاحیتوں سے نوازا ہوا تھا۔ ان کا موقف تھا کہ کسی جماعت کا نظم سمع وطاعت کی بنیاد پر ہونا چاہیے اور اس کا اطلاق وہ سب سے پہلے اپنی ذات پر کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا جتنی بڑی تبدیلی کی بات ہم کر رہے ہیں وہ کسی ڈھیلے ڈھالے نظم کے ساتھ ممکن نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ کے ساتھ جن لوگوں کا تعلق رہا ہے یا جن کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے تو وہ جانتے ہیں کہ ان کے مزاج میں بظاہر سختی کا پہلو نظر آتا تھا لیکن حقیقت میں وہ بڑے شفیق اور وسعت قلبی کے مالک تھے۔ میں جب فرانس میں ملازم تھا تو مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی دو مرتبہ میزبانی کا شرف عطا کیا تھا۔ ان کے ساتھ میں نے شب و روز گزارے۔ ان کی زندگی کے کچھ اصول تھے جن کا میں نے مشاہدہ کیا۔ یہ 90-1989ء کی بات ہے۔ اس وقت ان کو کچھ عوارض بھی لاحق تھے لیکن اس کے باوجود وہ نظم وضبط کے پابند تھے۔ عموماً صبح لوگ تیاری وغیرہ کر کے ناشتہ کرتے ہیں لیکن ڈاکٹر صاحبؒ اس کے بالکل برعکس پہلے ناشتہ کرتے تھے اور بعد میں آفس کی تیاری کرتے تھے۔ فرانس میں پیرس سے لیان تک آپ نے دورہ کیا۔ اور صبح کے وضو سے ظہر کی نماز ادا کی۔ یعنی ذاتی زندگی میں بھی وہ دین کے معاملے میں درجہ ڈسپلن کے عادی تھے۔ پھر ڈاکٹر صاحبؒ جب کسی سے انفرادی طور پر ملتے تھے تو بہت بے تکلفی اور شفقت سے ملتے تھے۔ اللہ نے ان کے اندر بڑی خوبیاں رکھی ہوئی تھیں۔ یعنی نظم کے معاملے میں سختی تھی لیکن باہمی تعلق کے حوالے سے ان میں نرمی اور خوش اخلاقی تھی۔

ڈاکٹر عبدالسمیع: میں ایک بات کا اضافہ کروں گا کہ جو شخص سفید بالوں کے ساتھ پہلی مرتبہ ڈاکٹر صاحبؒ کے پاس آتا تھا تو ڈاکٹر صاحبؒ نے اس کو کبھی نہیں ڈانٹا۔

سوال: کیا رفقاء ڈاکٹر صاحبؒ کو کسی پیر کی طرح سمجھتے تھے یا پھر ان پر تنقید بھی کرتے تھے؟

اعجاز لطیف: ڈاکٹر صاحبؒ رفقاء کی آراء کو encourage کرتے تھے اور اگر ساتھیوں کی آراء مختلف ہوں تو ان کو بڑی خندہ پیشانی سے سنتے تھے اور ان کے فیڈ بیک سے استفادہ بھی کرتے تھے۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں اور آج تو ساری دنیا مانتی ہے کہ He was

an extraordinary person. اور یہ اللہ کا کرم تھا۔
بقول شاعر

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سوال: تنظیم اسلامی کا اپنا تربیت کا نظام ہے جس میں رفقاء کی فکری اور دینی تربیت ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے بانی تنظیم اسلامی نے کیا ماڈل بنایا ہوا تھا؟

خورشید انجم: ڈاکٹر صاحبؒ نے جب اقامت دین کی جدوجہد کے لیے جماعت بنانے کا پروگرام بنایا تو وہ لاہور منتقل ہوئے اور پہلے دروس قرآن کا سلسلہ شروع کیا اور شروع میں وہ منتخب نصاب کے دروس دیتے تھے۔ منتخب نصاب سے مراد قرآن مجید کے وہ مقامات ہیں جہاں تصورِ دین اور دینی فرائض کا جامع تصور بیان ہوا ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ دین کا ہمہ گیر تصور ہماری سمجھ میں آجائے، مذہب اور دین میں فرق ہماری سمجھ میں آجائے تو باقی گرہیں خود بخود کھلتی چلی جاتی ہیں۔ تنظیم کے قیام کے موقع پر لاہور میں 21 روزہ تربیت گاہ تھی اس موقع پر بھی بانی تنظیمؒ نے منتخب نصاب ہی تفصیل سے پڑھایا تھا۔ اس کے بعد بھی تربیت گاہوں میں زیادہ تر منتخب نصاب پڑھایا جاتا تھا اور اس کا نام ہی ہوتا تھا: قرآنی تربیت گاہ۔ یعنی ہماری دعوت اور تربیت کا مرکز ومحور قرآن ہی رہا۔ تنظیم نے کچھ نشوونما پائی تو پھر 15 روزہ، 21 روزہ اور 40 روزہ تربیتی پروگرام ہوتے تھے، جن میں منتخب نصاب کے دروس ہوتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ مخصوص کتابیں اسلام کی نشاۃ ثانیہ، تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر وغیرہ کا بانی محترمؒ بالاستیعاب مطالعہ کرواتے تھے۔ جب ضیاء الحق مرحوم کے دور میں ملک میں سیرت کانفرنسز منعقد ہوئیں تو اس کے بعد ہمارے تربیتی پروگراموں میں سیرت کے موضوعات رکھے گئے۔ قرآن کانفرنسز اور پھر محاضرات قرآنی کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا۔ سالانہ اجتماع جو کہ 4 سے 6 یوم کا ہوتا تھا اس میں شام کے وقت محاضرات قرآنی ہوتے تھے جن میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام اور اہل علم حضرات کو بلوایا جاتا تھا اور یہ بھی تربیت کا حصہ تھا۔ کیونکہ ہر شخص ایک خاص ماحول سے نکل کر آتا ہے تو اس کا ذہنی افق وسیع کرنے کے لیے کہ ایسے پروگرام رکھے جاتے تھے تاکہ وہ مختلف اہل علم کو سن سکے۔ اسی طرح کا ایک پروگرام ''دینی فرائض کا جامع تصور'' کے عنوان سے منعقد کیا گیا تھا جس میں شرکت کے لیے ڈاکٹر صاحبؒ نے تقریباً ایک سو علماء کو خطوط لکھے تھے، اُن میں سے 22 یا 23 علماء شریک ہوئے تھے اور بحیثیت مجموعی سب نے تصویب کی تھی، کچھ اختلافی باتیں بھی آئی تھیں۔ وہاں رفقاء کو بٹھایا گیا تھا کہ آپ سنیں۔ اسی طرح ''منہاج محمدیؐ کانفرنسز'' ہوئیں۔ ان میں بھی علماء کو بلایا گیا تھا، یہ سب کچھ رفقاء کی تربیت کے حوالے سے تھا۔ پھر 90-1989ء میں رفقاء کی تربیت کے لیے مبتدی اور ملتزم تربیتی کورسز شروع کیے گئے۔ ان تمام کورسز کا محور قرآن مجید ہی تھا اور اب تک ہے۔

ڈاکٹر عبدالسمیع: میں منتخب نصاب کو ایک دوسرے aspect میں دیکھتا ہوں اور میں نے اس کو نام دیا ہے:

> نائن الیون کے فوری بعد پرویز مشرف نے علماء ومشائخ کی جو پہلی میٹنگ بلائی تھی، اس میں ڈاکٹر صاحب نے اپنی چھڑی کو زمین پر مارتے ہوئے بڑے جارحانہ انداز میں موقف بیان کیا تھا کہ افغانستان حملہ میں امریکہ کا ساتھ دے کر ظلم کیا جا رہا ہے۔

Towards Understanding the Quran
اور میں نے اس نام کو بانی تنظیم سے شیئر کیا تھا تو وہ خوش ہوئے تھے اور اس کو منظور کیا تھا۔ اکثر رفقاء کا اس طرف ذہن نہیں ہے کہ منتخب نصاب آپ کو through and through قرآن کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔

اعجاز لطیف: قرآن مجید کو سمجھنا بذاتِ خود ایک سائنس ہے اور جو شخص منتخب نصاب سے صحیح معنی میں سمجھ کر گزرتا ہے تو اس کے پاس وہ skills and keywords آجاتے ہیں جن کے ذریعے وہ قرآن کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

خورشید انجم: منتخب نصاب نمبر 2 جو اس وقت ''حزب اللہ کے اوصاف'' کے عنوان سے کتابی صورت میں موجود ہے۔ بانی تنظیم نے ہی اس کا نام رکھا تھا اور پرنٹ بھی کروایا تھا۔ اس میں تحریکی مسائل، امیر و مامورین کا تعلق، سمع وطاعت، نظم کے تقاضے اور رفقاء کے اوصاف وغیرہ جیسے موضوعات شامل ہیں۔ پھر 1986ء میں ایک 21 روزہ تربیت گاہ میں بانی تنظیمؒ نے فجر کے بعد کے دروس میں اس کو پڑھایا ہے۔ پھر وقتاً فوقتاً اس کو بھی تربیتی کورسز میں شامل کیا جاتا ہے۔

سوال: ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا قومی وبین الاقوامی حالات کے لحاظ سے کیا طرزِ عمل اور نظریہ تھا؟

ایوب بیگ مرزا: ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جماعت اسلامی سے اختلاف کر کے تنظیم اسلامی قائم کی تھی۔ جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودیؒ نے قبل از تقسیم احیائے اسلام کی تحریک شروع کی تھی۔ اس وقت مذہبی طبقات کو جمعیت علماء ہند لیڈ کر رہی تھی اور دوسری طرف ایک قومی تحریک مسلم لیگ کی صورت میں اُبھر رہی تھی۔ مولانا مودودیؒ نے ان دونوں کی مخالفت کی اور دونوں پر شدید تنقید کی۔ جبکہ ڈاکٹر صاحبؒ یہ چاہتے تھے کہ جو احیائے اسلام کی تحریک ہو وہ بنیادی کام احیائے اسلام کے حوالے سے ہی کرے لیکن وہ اپنے دور کے مذہبی طبقات سے بھی اچھے تعلقات رکھے اور اگر کوئی باقاعدہ قومی تحریک چل رہی ہو جس کا عوام کے بہت بڑے طبقہ پر انحصار بھی ہو اور اس نے ملک یا علاقے کو اپنی گرفت میں لیا ہوا ہو تو آپ بحیثیت مجموعی اس کی مخالفت میں نہ کھڑے ہوں بلکہ اس میں جو چیزیں خلاف اسلام نظر آئیں ان کے حوالے سے ناصحانہ انداز میں اور افہام وتفہیم سے اصلاح کی کوشش کی جائے اور جو بات قومی تحریک کی اسلام کے مطابق ہو اس میں اس کے ساتھ بھرپور تعاون کیا جائے۔ یہ ڈاکٹر صاحبؒ کا نظریہ تھا۔

ڈاکٹر عبدالسمیع: ذوالفقار علی بھٹو نے روٹی، کپڑا اور مکان کے نام سے تحریک چلائی جو ایک قومی تحریک تھی لیکن تمام مذہبی طبقات نے اس کی مخالفت کی۔ ڈاکٹر صاحبؒ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ آپ ایک دیانتدار تجزیہ نگار تھے وہ انتہا پسند نہیں تھے۔ جس شخص اور جس تحریک میں کوئی مثبت بات تھی اس کو بھی ڈنکے کی چوٹ کہتے بیان کرتے تھے جس میں کوئی خرابی تھی اس کی نشاندہی بھی واشگاف الفاظ میں کرتے تھے۔ قمر سعید قریشی (اللہ ان کی زندگی صحت کے ساتھ دراز کرے) گواہ ہیں کہ جب ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی گئی تو ڈاکٹر صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ کبھی کبھار کوئی عوامی لیڈر ہماری قوم کو ملا تھا لیکن افسوس کہ وہ بھی اپنے جاگیردارانہ خول سے باہر نہیں آسکا۔

ایوب بیگ مرزا: ڈاکٹر صاحبؒ کو ذوالفقار علی بھٹو کی

موت پر آنسو آ گئے تھے لیکن بعد میں رفقاء کی اکثریت کا حال یہ تھا کہ وہ پیپلز پارٹی اور ذوالفقار علی بھٹو کا نام سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر صاحبؒ اور رفقاء کے درمیان کتنا ذہنی فرق ہے۔

ڈاکٹر عبدالسمیع: ڈاکٹر صاحبؒ نے ہم سب کو اجازت دی تھی کہ ہم ان کی سیاسی اور علمی آراء سے اختلاف کرسکتے ہیں لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ تنظیم اسلامی کے قیام سے پہلے 12 افغانی روڈ، سمن آباد، لاہور پر ڈاکٹر صاحبؒ نے ہمیں اسلام اور پاکستان والے سارے اداریے خود پڑھائے ہوئے ہیں۔ مختار حسین فاروقیؒ صاحب ریڈنگ کیا کرتے تھے اور ڈاکٹر صاحبؒ ان کی وضاحت کرتے تھے۔ سالانہ اجتماع اتنے لمبے ہوتے تھے تو دن کے اوقات میں یہی سرگرمی ہوتی تھی۔ یعنی اس کو پڑھانے کا مقصد یہی تھا کہ لوگ ڈاکٹر صاحبؒ کی سیاسی آراء کو سمجھیں لیکن اختلاف وہ پھر بھی کرسکتے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک بین الاقوامی حالات کے بارے میں ڈاکٹر صاحبؒ کا موقف تھا تو ڈاکٹر صاحبؒ عالمی حالات میں ملکوں کے ٹکراؤ کی نہیں بلکہ تہذیبوں کے ٹکراؤ کی بات کرتے تھے، وہ فکر اور نظریات کی بات کرتے تھے۔ یعنی پہلے فکری ٹکراؤ ہوتا ہے بعد میں اسی بنیاد پر تصادم یا جنگ ہوتی ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ مغرب اینٹی اسلام اقدامات کرتا ہے۔ اس پر وہ کھل کر تنقید کرتے تھے لیکن مغرب میں اگر کوئی صحیح چیزیں ہیں تو وہ پوائنٹ آؤٹ کرتے تھے کہ مغرب کے فکر میں فلاں فلاں چیز درست ہے۔ کیا آج کا مولوی کہہ سکتا ہے کہ مغرب کے فکر میں فلاں چیز درست ہے۔ وہ جرأت ہی نہیں کرسکتا یہ کہنے کی۔

ڈاکٹر عبدالسمیع: ڈاکٹر صاحب کے مائنڈ میں بہت کلیرٹی تھی۔ وہ فرماتے تھے کہ جیسے ایک انسان کا زندہ رہنا اور اس کا مسلمان ہونا دو علیحدہ چیزیں ہیں اسی طرح ایک ملک کا قائم رہنا اور وہاں اللہ کے دین کی حکمرانی کا قائم ہونا دونوں علیحدہ چیزیں ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ کہتے تھے کہ ان کو مکس نہیں کرنا چاہیے اور جہاں تک ہو سکے عوام کو sense of participation دینا چاہیے اور الیکشن ہوتے رہنا چاہئیں۔ وہ آمریت کے خلاف تھے۔ جنرل ضیاء الحق اقتدار میں آئے تو جنرل صاحب نے کہا میں الیکشن کرواؤں گا اور یہاں اسلام نافذ کروں گا۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے میثاق میں بڑا زوردار اداریہ لکھا۔ میں نے ڈاکٹر صاحبؒ سے کہا کہ ضیاء الحق تو اسلام کی بات کر رہے ہیں اور ہم بھی تو اسلام کی ہی بات کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ اپنا کام کرے، یعنی الیکشن کروائے اور جائے۔ میں نے کہا کہ قرآنی آیت: ﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ﴾ (الحج:41) ''وہ لوگ کہ اگر انہیں ہم زمین میں تمکن عطا کردیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے۔'' کے مصداق اس کو یہ کام کرنا چاہیے۔ کہنے لگے نہیں اسے تمکن عطا نہیں ہوا وہ غاصب ہے۔

سوال: ڈاکٹر صاحبؒ کی شخصیت میں جلالی پن تھا اور اس کے مقابلے میں حافظ عاکف سعید صاحب کی شخصیت نرم اور حلیم الطبع تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے جب امارت عاکف صاحب کو منتقل کی تو رفقاء نے اس کو کس انداز سے لیا؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب استاد بھی تھے، تنظیم کے بانی اور فکر دینے والے بھی تھے اور لے کر چلنے والے بھی تھے۔ لیکن جہاں تک فیصلوں کا تعلق ہے عاکف سعید صاحب نے شورائیت کو جس مقام پر پہنچایا ہے یہ کریڈٹ انہی کو جاتا ہے۔ انہوں نے شوریٰ اور عاملہ میں کسی کو کبھی نہیں روکا کہ وہ چوتھی دفعہ اپنی رائے بیان کرنے کے لیے آنا چاہے۔ وہ کہتے تھے کہ اگر ایک ایجنڈا آئٹم پورا ہوتا ہے باقی تین ایجنڈا آئٹم اگلی شوریٰ پر جاتے ہیں تو کوئی مسئلہ نہیں۔ حالانکہ امارت میں امیر کے پاس ویٹو ہے لیکن اس کے باوجود شورائیت کو لے کر چلنا حافظ عاکف سعید صاحب کا وصف تھا۔

سوال: حافظ عاکف سعید کے دورِ امارت میں تنظیم کی توسیع کی کیا صورت حال تھی۔ اور امیر کا رفقاء کے ساتھ اور رفقاء کا امیر کے ساتھ کیسا تعلق تھا؟

اعجاز لطیف: بانی محترمؒ کو یہ ایڈوانٹیج حاصل تھا کہ وہ بانی امیر تھے اور لوگ ان کی کال پر آئے تھے۔ اس کے مقابلے میں حافظ عاکف سعید صاحب کو تھوڑا سا disadvantage بھی تھا اور منفی پروپیگنڈا پھیلایا گیا کہ باپ نے بیٹے کو نامزد کردیا۔ ڈاکٹر صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ ان کے پاس خطاب کی غیر معمولی صلاحیت تھی اور باڈی لینگویج بھی متاثر کن تھی جس کی وجہ سے وہ ہزاروں لوگوں کو ساتھ ملا لیتے تھے۔ عام طور پر لوگ 40، 45 منٹ کی گفتگو ہضم نہیں کر پاتے لیکن ڈاکٹر صاحب تین تین گھنٹے خطاب کرتے تھے اور لوگ پوری یکسوئی کے ساتھ ان کا خطاب سنتے تھے۔ لیکن دوسری طرف جس طرح قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہتا ہے کہ: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ﴾ (آل عمران:159) ''(اے نبی ﷺ) یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے حق میں بہت نرم ہیں'' اس کا ایک عکس حافظ عاکف سعید کی شخصیت میں اللہ نے رکھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کا بہت زیادہ اکرام کرتے۔ ڈاکٹر صاحبؒ کے ساتھ لوگوں کی ایک جذباتی وابستگی بھی تھی۔ لیکن تنظیم کی توسیع کے حوالے سے اور تنظیم کا پورا سیٹ اپ بنانے میں حافظ عاکف سعید نے بے انتہا محنت کی اور لوگوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ ان کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو تھا۔ ڈاکٹر صاحب جہاں تشریف لے جاتے تھے وہاں لوگ ان کو سننے کے لیے آتے تھے۔ یہ ایک الگ پہلو تھا لیکن حافظ عاکف سعید نے انفرادی دعوت کے ذریعے گراس روٹ لیول تک تنظیم کی دعوت کو بڑھایا۔ اور تنظیم اسلامی کا بطور جماعت تعارف بڑھا۔ یہاں تک کہ لوگ اپنا دینی فریضہ کی ادائیگی کے لیے تنظیم کو بحیثیت جماعت پہچان کر اس میں شامل ہونے لگے۔ یہ پہچان عاکف سعید صاحب کے دور میں اجاگر ہوئی۔ انہوں نے سابق ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی کے ساتھ مل کر نظم کے پورے سلسلے کو بہتر انداز سے آگے بڑھایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عاکف صاحب ڈاکٹر صاحب کے لیول کے خطیب اور پبلک سپیکر نہیں تھے لیکن ان میں یہ صلاحیت موجود تھی کہ لوگوں کو ساتھ لے کر چلے اور ان کے دور میں تنظیم کافی پروان چڑھی۔

سوال: حافظ عاکف سعید صاحب نے اپنے دورِ امارت میں فکری اور دینی لحاظ سے تنظیم میں کیا نظام رکھا؟

خورشید انجم: بنیادی طور پر تنظیم میں تربیت کا نظام موجود تھا اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے رحمت اللہ بٹرؒ جیسی شخصیت مہیا کردی تھی جو فنافی التربیت تھے۔ وہ اس پورے تربیت کے نظام کو لے کر چلے۔ واقعتاً لفظ مربی کا اطلاق اگر ہو سکتا ہے تو وہ بٹر صاحب پر ہوتا ہے۔ بہرحال ڈاکٹر صاحب کے دور میں تربیتی سلسلے شروع ہوئے تھے۔ جب حافظ عاکف سعید نے امارت سنبھالی ہے تو انہوں نے ان چیزوں کو وسعت دی۔ بانی تنظیم کا زیادہ زور فکری لحاظ سے تھا۔ ایک لحاظ سے انہوں نے اسی فکر کو راسخ کرایا۔ پھر

حافظ عاکف سعید نے سائیڈ بائی سائیڈ کچھ چیزوں کا بھی اضافہ کیا۔ مثلاً تنظیم کے چھ نکات ہیں کہ جیسے کہ ہمارا نصب العین اللہ کی رضا ہے۔ بانی تنظیم نے قرارداد تاسیس میں اس کو خود بھی پڑھایا ہے اور اپنی تقریروں میں بھی کہتے ہیں کہ نصب العین صرف یہ ہونا چاہیے۔ باقی فرائض ہیں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اقامت دین فرض ہے لیکن نصب العین اللہ کی رضا اور اُخروی نجات ہے۔ اس کو حافظ عاکف سعید نے مبتدی اور ملتزم تربیت گاہ میں قرارداد تاسیس کے ذریعے خود پڑھایا ہے۔ اسی طرح کچھ اور چیزیں ہیں۔ مثلاً علماء کے ساتھ ربط وضبط۔ قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکات پر بانی تنظیم کی تقریر 1984ء میں مسجد دارالسلام میں ریکارڈ ہوئی تھی، بعد میں وہ شائع ہوئی۔ اس کو حافظ عاکف سعید کے دور میں باقاعدہ طور پر پڑھایا گیا اور بانی محترمؒ کا موقف سامنے رکھا گیا۔ اسی طرح قرآن کانفرنسز کا حوالہ دیا تو باقاعدہ ایک مضمون اہل سنہ والجماعۃ انہوں نے شامل کروایا۔ اسی طرح مبتدی ملتزم تربیتی کورسز میں مدرسین کے کورسز کا اضافہ کیا کہ مدرسین اگر مسند پر بیٹھ رہے ہیں تو اس کے کیا تقاضے ہیں، کیا احتیاطیں ہیں، یہ پوری ایک تفصیل انہوں نے مرتب کروائی۔ اس کے ساتھ نقباء کورس شروع کروایا۔ پھر ہر سال مدرسین ریفریشر کورس اور اس کے لیے نئے مضامین کا اہتمام کیا گیا۔

سوال: کچھ ذہنی horizon وسیع کرنے کے حوالے سے بھی اقدامات ہوئے؟

خورشید انجم: حافظ عاکف سعید نے اس کو دوسرے انداز میں لیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ علماء سے ربط وضبط رکھا جائے اور وہ خود اس کا اہتمام کرتے تھے۔ اس کے نتیجے میں رفقاء میں بھی یہ چیز پیدا ہوئی۔ بانی تنظیمؒ نے کہا تھا کہ ہمارا موقف علماء تک صحیح طور پر نہیں پہنچتا جس کی وجہ سے بعض علماء کی طرف سے اختلاف سامنے آتا ہے۔ خود بانی محترمؒ کے ساتھ ہوا ہے۔ مولانا سید حامد میاںؒ کو بیعت کے حوالے سے تنظیم اسلامی کے موقف پر اشکالات تھے۔ بانی تنظیمؒ نے جب ان کے اشکالات کو دور کیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے تو آپ کے اس موقف کے حوالے سے غلط معلومات فراہم کی گئی تھیں۔ بہر حال حافظ عاکف سعید کے دور میں علماء سے راہ ورسم مزید بڑھی۔

اعجاز لطیف: عمومی طور پر علماء کا رویہ جو پہلے تنظیم کے حوالے سے قدرے معاندانہ اور مخالفانہ تھا اب اس میں کافی بہتری آرہی ہے اور یہ عمل مسلسل جاری ہے۔

خورشید انجم: اسی طرح حافظ عاکف سعید نے تربیت گاہوں میں اپنی شرکت کو بھی یقینی بنایا اور باقاعدہ سفر کر کے صرف اس مقصد کے لیے جایا کرتے تھے۔ یعنی امیر خود ان کی فکری تربیت کر رہا ہے۔ انہوں نے اپنے رفقاء کے ساتھ مل جل کر ان کی تربیت کی ہے۔

سوال: نائن الیون کے بعد دنیا کے حالات بدل چکے تھے اور امریکہ ایک خونخوار انداز سے افغانستان پر حملہ آور ہوا تھا اور پاکستان میں بھی ایک سیکولر آمر کی حکومت تھی۔ ان حالات میں حافظ عاکف سعید نے تنظیم کی امارت کی ذمہ داری سنبھالی۔ انہوں نے ان تمام چیلنجز کا کیسے سامنا کیا؟

ایوب بیگ مرزا: جب حافظ عاکف سعید امیر بنے تو اس وقت ابھی تازہ تازہ نائن الیون کا واقعہ ہوا تھا اور اس کے اصل اثرات حافظ عاکف سعید کے دور امارت میں شروع ہوئے۔ مثال کے طور پر سیاسی اسلام ایک بڑی خطرناک شے بن گئی، ہمارے بہت سارے مذہبی راہنما سیاسی اسلام کا نام لینے سے گریز کرنے لگے بلکہ اب تک کرتے ہیں۔ بعض تو ابھی تک اسلام اور سیاست کو الگ سمجھتے ہیں۔ گویا حافظ عاکف سعید کو آتے ہی بڑا خونخوار ماحول ملا۔ نائن الیون کے فوری بعد ڈاکٹر صاحب ہی امیر تھے اور مشرف نے علماء ومشائخ کی جو پہلی میٹنگ بلائی تھی، اس میں ڈاکٹر صاحب نے اپنی چھڑی کو زمین پر مارتے ہوئے بڑے جارحانہ انداز میں موقف بیان کیا تھا، ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے مشرف کے امریکہ کا ساتھ دینے والے عمل کو بالکل رد کر دیا۔ اسی انداز کو عاکف سعید نے اپنایا ہے لیکن ساتھ ساتھ ایسی صورت حال نہیں پیدا ہونے دی کہ دوسری قوتیں مشتعل ہو جائیں اور وہ تنظیم اسلامی کے خلاف کوئی قدم اٹھالیں۔ انہوں نے بڑی احتیاط سے کام کیا اور اپنا اصولی موقف بالکل قائم رکھا، اس میں ایک انچ پیچھے نہیں ہٹے۔ نہ صرف افغانستان بلکہ اپنے قبائلی علاقوں اور ڈرون حملوں کے حوالے سے بھی اپنے موقف سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹے۔ حالانکہ اس موقع پر بڑی کوشش ہوئی تھی کہ کسی طرح تنظیم اسلامی کو لپیٹ میں لیا جائے لیکن الحمدللہ حافظ عاکف سعید بڑی حکمت عملی سے جبر کے اس دور سے تنظیم کو نکال کر لے گئے۔ اس دور میں بہت بڑی اہم بات یہ ہوئی کہ سود کے خلاف تنظیم اسلامی کی مہم اس قدر جاندار اور پُرزور تھی کہ میری اطلاع کے مطابق گورنر سٹیٹ بنک نے ایک خصوصی اجلاس بلالیا تھا کہ اس مہم کا تدارک کیسے کیا جائے؟ پھر جماعت اسلامی نے تنظیم اسلامی کی سود کے خلاف اس مہم کو بہت appreciate کیا اور یہاں تک کہا تھا کہ ہم بھی اس معاملے میں کام کرنا چاہتے ہیں۔ یقیناً یہ بہت بڑا کام تھا جس کی اثر انگیزی بھی بعد ازاں سامنے آئی۔

سوال: حالات کیسے بھی تھے کیا تنظیم کی فکر میں کوئی تبدیلی ہوئی یا کسی طرف جھکاؤ ہوا؟

خورشید انجم: بانی تنظیم اسلامیؒ کا فکر بہت واضح تھا جس کی روشنی میں انہوں نے تنظیم کا پودا لگایا اور اس کی نشوونما کی۔ اسی فکر کی بنیاد پر تنظیم اب بھی کھڑی ہے، البتہ ڈاکٹر صاحبؒ کا انداز تھوڑا جارحانہ تھا جبکہ عاکف صاحب کا دھیما انداز تھا لیکن تنظیم کے تربیتی کورسز میں شروع سے اب تک وہی مضامین چل رہے ہیں اور بڑے صاحبؒ ہی ان کورسز کو لے کر چلتے رہے۔ پھر 2010ء تک بانی تنظیمؒ خود بھی حیات رہے اور ان کی نگرانی میں یہ کام ہو رہا تھا۔ البتہ نصب العین یا حدود کے حوالے سے کچھ چیزیں بانی محترم کی تقاریر میں تھیں لیکن کچھ dormant تھیں جن کو حافظ عاکف سعید سامنے لے کر آئے اور ان کو واضح کیا ہے لیکن اسی فکر کے تانے بانے میں سمو کر چلے ہیں۔

سوال: حافظ عاکف سعید نے کن وجوہات کی بنا پر تنظیم کی امارت سے معذرت کی اور نئے امیر کا تقرر کس طرح ہوا؟

اعجاز لطیف: حافظ عاکف سعید کو لاحق عارضہ پہلے اتنا واضح نہیں تھا لیکن پھر 2019ء سے ان کی یادداشت کے مسائل پیدا ہوئے۔ چنانچہ اسی بناء پر 2019ء کے آخر میں ان کی نیابت کی ذمہ داری مجھے دی گئی۔ اگرچہ میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا لیکن ان کی نگاہ نے میرا انتخاب کیا۔ اس کے بعد مجھے سفر اور دوسرے معاملات میں ان کی نیابت ومعاونت کا موقع ملا۔ پھر کورونا وبا کا معاملہ آیا۔ جب انہیں کورونا ہوا تو پھر ان کی صحت پہلے سے زیادہ کمزور ہونے لگی۔ اگرچہ اللہ نے کرم کیا اور وہ صحت یاب ہوئے لیکن یادداشت کے حوالے سے مسائل بڑھ گئے تھے۔ اس تناظر میں اگرچہ ان کو اختیار حاصل تھا کہ وہ نئے امیر کو نامزد کر دیں لیکن انہوں نے اس فیصلے کو شوریٰ کی طرف ریفر کر دیا۔ اگرچہ شوریٰ کی

نوبت تب آتی ہے جب امیر کا انتقال ہو جائے۔لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی زندگی میں کہا کہ ہمیں شوریٰ کے پراسس کو فالو کرنا ہے اور شوریٰ کے مشورے سے ہی امیر کا تقرر کرنا ہے۔ چنانچہ پھر باقاعدہ شوریٰ کا اجلاس ہوا اس میں آراء بھی لی گئیں جن کی روشنی میں محترم شجاع الدین شیخ ﷾ نئے امیر مقرر ہوئے۔ یہ تقرر بہت سارے لوگوں کے لیے حیران کن تھا کیونکہ بہت سے لوگ افواہیں پھیلا رہے تھے کہ پہلے کی طرح اب بھی بانی محترمؒ کے خاندان کا کوئی فرد امیر مقرر ہوگا۔لیکن اس کے بالکل برعکس بیعت سمع وطاعت میں مشاورت سے امارت کی تبدیلی عمل میں آئی۔ اگر دیکھا جائے تو اس میں بھی حافظ عاکف سعید نے شورائیت کی سپرٹ کو برقرار رکھا کیونکہ ان کو اختیار تھا کہ وہ شوریٰ کی رائے لینے کے بعد کسی اور کو امیر منتخب کر سکتے تھے لیکن انہوں نے شوریٰ کے فیصلے کو مقدم رکھا۔ یہ بھی اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت موجود شوریٰ کے سارے اراکین نے اس فیصلے سے اتفاق کیا اور سوائے ایک رکن شوریٰ کے سب نے اسی موقع پر تجدید بیعت بھی کر لی۔ یہ اصل میں اللہ کا شکر ہے اور مشاورت اور بیعت سمع وطاعت کی برکات ہیں۔

خورشید انجم: حافظ عاکف کی امارت کے فیصلہ کے وقت بھی طویل (چارسالہ) مشاورت کے بعد ان کو نامزد کیا گیا اور اس کی تفصیل ہماری کتابوں میں موجود ہے۔

سوال: سابق امیر حافظ عاکف سعید اور موجودہ امیر شجاع الدین شیخ کی شخصیت اور عوامی تعلق کے حوالے سے کیا فرق ہے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: پبلک appeance کے تعلق سے موجودہ محترم امیر شجاع الدین شیخ بہت آگے ہیں اور ان تھک آدمی ہیں۔ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا خطاب کرتے چلے جاتے ہیں اور تھکتے نہیں ہیں۔ لیکن دوسرے پہلو یعنی بہتر رائے رکھنا اور بہترین رائے تک پہنچنا، اس میں حافظ عاکف سعید آگے ہیں۔ جب انہوں نے بطور امیر کام کیا اور یہاں تک کہ ڈاکٹر صاحب کو بھی انہوں نے ایک رفیق کی حیثیت سے ٹریٹ کیا جو کہ سب سے مشکل کام تھا۔ اور حافظ عاکف سعید اپنی رائے پر قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو زندگی اور صحت دے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاروں انگلیاں برابر نہیں رکھیں اسی طرح انسان بھی ایک جیسے نہیں رکھے کسی کو اللہ تعالیٰ ایک صلاحیت دیتا ہے تو کسی کو دوسری دیتا ہے۔

سوال: بانی تنظیم نے انقلاب کے آخری مرحلہ کے حوالے سے ایک اجتہادی رائے پیش کی تھی کہ موجودہ حالات ایسے ہو چکے ہیں کہ ڈائریکٹ قتال فیزایبل نہیں ہے۔ کیا مستقبل میں اسی رائے کو فالو کیا جائے گا یا کوئی اور فیصلہ بھی ہو سکتا ہے؟

اعجاز لطیف: مستقبل کے حوالے سے بنیادی طور پر ایسی کوئی تبدیلی فی الحال نظر نہیں آرہی کہ عوام اور کاؤنٹر ریولوشنری فورسز میں بیلنس آف پاور ہو لہٰذا ایسے حالات میں پُرامن، غیر مسلح اور منظم تحریک کا راستہ ہی موزوں نظر آتا ہے جیسا کہ ڈاکٹر صاحبؒ کی رائے تھی۔ یعنی اپنے کاز کے حصول کے لیے خود جانیں دینی ہیں لیکن کسی کی جان نہیں لینی اور نہ ہی تشدد کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ البتہ اس میں حالات کے مطابق فوری اور ضروری تبدیلیاں کی جاسکتی ہیں جیسے آج سوشل میڈیا ایک بڑا ہتھیار بن چکا ہے پہلے یہ نہیں تھا ممکن ہے آگے چل کر صورتحال مزید بدل جائے۔

سوال: کیا آج میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے دعوت کا کام شریعت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے زیادہ کیا جا سکتا ہے اور اس کے فوائد ملیں گے؟

اعجاز لطیف: یقیناً! اس سے دعوت کا کام زیادہ ہو گیا ہے اور اس کے فائدے بھی ہیں۔ اس سے خاموش اکثریت ہماری سپورٹ کرے گی۔ جبکہ دوسری طرف دوسری سیکولر اور لبرلز یعنی کاؤنٹر ریولوشنری فورسز بھی شیطان اور باطل کے غلبہ کے لیے میڈیا اور سوشل میڈیا کو زیادہ استعمال میں لارہی ہیں۔ حق و باطل کے درمیان یہ کشاکش تو چلتی رہے گی۔

ڈاکٹر عبدالسمیع: ڈاکٹر صاحبؒ نے ہمیں ایک منہج دیا اگرچہ وہ فائنل فیصلہ شوریٰ کے مشورے کے ساتھ امیر ہی کریں گے لیکن اس کا فائدہ ہمیں یہ ہے کہ ہم پُرامن ہیں جو بھی ہم سے پوچھتا ہے کہ آپ کا طریقہ کار کیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ پڑھ لیں۔

سوال: مستقبل میں پاکستان میں تنظیم اسلامی سمجھتی ہے کہ وہ کسی وقت اس قابل ہو سکے گی کہ وہ نظام اسلام کی جدوجہد کو لیڈ کر سکے گی؟

خورشید انجم: اگر پاکستان کے موجودہ سیاسی اور معاشی عدم استحکام کو دیکھیں اور دشمن کی سازشوں کو دیکھیں تو جیسے کہتے ہیں کہ تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں! اس لحاظ سے تو دور دور تک کوئی امید نظر نہیں آتی۔ یعنی پاکستان میں ہر آنے والا دور پچھلے سے بدتر ہی آتا جا رہا ہے۔لیکن دوسری طرف قرآن وسنت کو دیکھیں تو قرآن وحدیث میں اشارات بھی ہیں اور واضح خبریں بھی ہیں کہ یہ دین غالب ہو کر رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا، وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُھَا مَا زُوِیَ لِیْ مِنْھَا)) (صحیح مسلم) ’’اللہ نے مجھے پوری زمین کو لپیٹ کر (یا سکیڑ کر) دکھا دیا۔ چنانچہ میں نے اس کے سارے مشرق بھی دیکھ لیے اور تمام مغرب بھی۔ اور یقین رکھو کہ میری اُمت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو مجھے لپیٹ کر (یا سکیڑ کر) دکھائے گئے۔‘‘

اسی طرح دوسری احادیث ہیں۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے خلافت کے پانچ ادوار کا ذکر کیا۔ یعنی دور نبویؐ، خلافت راشدہ کا دور، کاٹ کھانے والی ملوکیت، جبر والی ملوکیت اور پھر خلافت کا نظام آئے گا۔ جبر والی ملوکیت سے مراد جبر کا وہ دور ہے جس سے ہم گزر چکے ہیں اور اب اس کے بعد پھر وہ دور آئے گا جب اسلام دوبارہ غالب ہوگا۔ احادیث میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خلافت کا آغاز خراسان سے ہوگا۔ خراسان میں افغانستان، ایران کا صوبہ خراسان اور پاکستان کی پشتون بیلٹ شامل ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی واضح پیشین گوئیاں ہیں کہ دین ایک بار پھر قائم اور غالب ہو کر رہے گا۔ پھر چار سو سالہ ایک تجدیدی مساعی ہے یعنی احیائی عمل ہے۔ مجدد الف ثانیؒ کا سلسلہ، شاہ ولی اللہؒ کا نعرہ فک کل نظام، پھر تحریک شہیدینؒ، اس تحریک کا پاک مقدس خون بالاکوٹ میں جذب ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے یہ فصل یہاں لہلائی ہے۔ پھر یہاں پر شیخ الہندؒ کی کوششیں، علامہ اقبالؒ جیسی شخصیت، پھر ابوالکلام آزادؒ کی کوشش، حکومت الٰہیہ کا نعرہ، پھر مولانا مودودیؒ اور جماعت اسلامی۔ اس کے بعد بانی محترمؒ اس مشعل کو لے کر اٹھے ہیں۔ یہ اولمپک مشعل (ٹارچ) اس وقت تنظیم اسلامی کے ہاتھ میں ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہا کرتے تھے کہ تنظیم اسلامی سست رفتار تو ہے لیکن وہی ریس جیتے گی۔ ان شاء اللہ! بہرحال مرحلہ بہ مرحلہ قافلہ آگے بڑھ رہا ہے۔ حالات چاہے جتنے بھی دگرگوں ہوں لیکن ہماری آنکھیں قرآن وسنت میں ہیں اس سے پتا چلتا ہے کہ یہ

ہو کر رہے گا اور اسی علاقے سے ہوگا۔ ان شاء اللہ!

سوال: مستقبل کے حوالے سے تنظیم اسلامی کا کیا سیاسی وقومی موقف ہونا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: ابھی آپ نے ڈاکٹر صاحبؒ کی آخری مرحلہ کے حوالے اجتہادی رائے کا ذکر کیا ہے۔ ظاہر ہے کوئی ویژن اور کوئی ذہن ہوگا تو اجتہادی رائے بنتی ہے۔ ایک چھوٹا سا واقعہ سناتا ہوں۔ مشاہد حسین ہمارے فارن افیئرز کے ماہر ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ ڈاکٹر صاحبؒ سے ملاقات کرنی چاہی۔ میں ان کو ڈاکٹر صاحبؒ کے پاس لے گیا۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحبؒ نے اجتہادی رائے ایسے ہی قائم نہیں کی تھی بلکہ اس کے لیے بڑی وسیع بنیاد تھی۔ مشاہد حسین کی ڈاکٹر صاحبؒ سے پون گھنٹے کی ملاقات ہوئی اور اس کے بعد اس نے باہر نکل کر کہا: ایوب صاحب! ایک مولوی سے ملنے آیا تھا مجھے کیا پتا تھا کہ یہ شخص دنیا کو اور عالمی حالات، عالمی سیاست اور معاملات کو اس قدر گہرائی سے جانتا ہے۔'' اس نے ڈاکٹر صاحبؒ سے کہا تھا کہ آپ نے آج مجھے چائے پلائی ہے لیکن میں پھر اپنے بچوں کے ساتھ آؤں گا اور مجھے کھانا کھلائیں اور یہ ساری باتیں میرے بچوں کے سامنے کریں۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحبؒ نے جو ایک رائے بنائی تھی وہ ایک تصور تھا ایک آئیڈیا تھا۔ ابھی چند سالوں میں مختلف دھرنے ہوئے ہیں کبھی عمران خان کا 126 دن کا دھرنا، کبھی مولانا فضل الرحمن کا دھرنا، پھر بلاول بھٹو کا دھرنا وغیرہ تو اس سے ذہن میں وسوسے پیدا ہونا شروع ہوگئے تھے کہ ہم نے بھی تنظیم کے منہج کے آخری Stage میں دھرنے کا طے کیا ہوا ہے جبکہ موجودہ دھرنوں کا یہ حشر ہوا تو پھر ہمارا کیا بنے گا۔ لیکن اب میرا ذہن اس معاملے میں واضح ہوگیا ہے۔ اگر صحیح معنوں میں آپ کے ملک کے عوام آپ کے ساتھ ہیں تو کوئی طاقت آپ کا راستہ نہیں روک سکتی۔ فوج ہو، ایف 16 ہو، ایٹم بم ہو سب پیچھے رہ جائیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ نے عوام کی ایک بڑی تعداد کو اپنے ساتھ شامل کر لیا ہو جو منظم ہوں اور وہ اپنے مقصد کے لیے جان دینے کو تیار ہوں۔ فوج کبھی اتنے لوگوں کو نہیں مارے گی کہ معاملات کو تہہ وبالا ہی کر دیا جائے۔ معلوم یہ ہوا کہ اگر ہم اس قابل ہو جاتے ہیں کہ اپنی دعوت کے ذریعے اتنے لوگوں کو اپنا ہم خیال بنالیتے ہیں، اپنا فکر دوسرے لوگوں کے اذہان میں راسخ کر دیتے ہیں، انہیں اپنی بات سمجھا دیتے ہیں تو کوئی بڑی سے بڑی فوج عوام کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتی۔ اور وہ لوگ یہ طے کر لیں گے کہ اگر آپ ہمارے راستے میں آنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو ہماری لاشوں پر سے گزرنا پڑے گا۔ اس وقت بین الاقوامی حالات کو دیکھا جائے تو دنیا دو حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ ایک طرف امریکہ ہے اور دوسری طرف چین اور روس ہیں اور ان میں سے کوئی بھی نہیں چاہے گا کہ دنیا میں اسلام نافذ ہو۔ ہم لوگ چین سے زیادہ ہمدردانہ امید رکھتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادہ بری طرح سیاسی اسلام کو کچلیں گے۔ امریکہ اور یورپ میں تو جمہوریت اور انسانی حقوق وغیرہ جیسی کچھ ظاہری اچھائیاں ہیں لیکن چین میں تو بالکل کچھ نہیں ہے۔ لہٰذا اس حوالے سے ایک بہت بڑی تعداد چاہیے جو منظم ہوں اور اپنے مقصد کے لیے مرنے کے لیے تیار ہوں۔ جب آدمی مرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے تو پھر کوئی شے راستے میں حائل نہیں ہو سکتی۔ ❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(10 تا 16 نومبر 2022ء)

جمعرات (10 نومبر) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (11 نومبر) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات کو لاہور آمد ہوئی۔

ہفتہ (12 نومبر) کو دارالاسلام مرکز میں شعبہ جات (نظامت، تعلیم و تربیت، مالیات، نشر و اشاعت اور سمع و بصر) کے ناظمین سے میٹنگز کیں۔ اسی رات کراچی واپسی ہوئی۔

سوموار (14 نومبر) کو بحریہ یونیورسٹی کراچی میں سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے لیکچر دیا۔ بعد ازاں کچھ معمول کی ریکارڈنگ کروائی۔

بدھ (16 نومبر) کی رات لاہور آمد ہوئی۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

بقیہ اداریہ: آج اعداد و شمار بتا رہے ہیں کہ اگر عالمی مالیاتی اداروں نے ہمیں فوری طور نئے قرضوں کی قسطیں اور بیل آؤٹ پیکج نہ دیا تو ملک ڈیفالٹ کر جائے گا لیکن وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار فرما رہے ہیں کہ ڈیفالٹ کی باتوں پر کان نہ دھریں، ہم نے IMF کو اگلے ماہ قسط کی ادائیگی کا بندوبست کر لیا ہے۔ گویا حکومت کی صورتِ حال اُس آنکھیں بند کیے کبوتر کی مانند ہے جسے بلی کا سامنا ہے اور اپنا معاشی گند، کارپٹ کے نیچے دھکیل کر عوام کو پاکستان کی معیشت کی بحالی کا لولی پاپ دے رہی ہے، جبکہ اصل صورتحال اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اپنی معیشت کو اسلام کے زریں اصولوں پر چلانے اور مستحکم کرنے کی بجائے غیروں کے ٹکڑوں پر پلنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اس سال اپریل میں وفاقی شرعی عدالت کی طرف سے سود کی حرمت کے حوالے سے واضح اور تاریخ ساز فیصلے کے بعد بھی اللہ سے نصرت اور تائید کی امید کے ساتھ اپنی سود زدہ معیشت کو بلاسود اکانومی میں مرحلہ وار تبدیلی کرنے کی بجائے ایک مرتبہ پھر اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر کے اللہ کے غضب کو بھڑکانے کا موجب بن رہے ہیں۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنا قبلہ درست کریں اور اپنے سیاسی اور معاشی معاملات کو اپنے رب کی رضا اور منشا کے مطابق استوار کریں تو کیا عجب کہ ہماری حالت سدھر جائے گویا۔

چمن میں مالی اگر بنالیں موافق اپنا شعار اب بھی
چمن میں آسکتی ہے پلٹ کر چمن سے روٹھی بہار اب بھی

تنظیم اسلامی کا سالانہ علاقائی اجتماع

منعقدہ 19، 20 نومبر 2022ء مرکز تنظیم اسلامی دارالاسلام لاہور

نعیم اختر عدنان

علاقائی اجتماع سے شجاع الدین شیخ، اعجاز لطیف، ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف، عبدالرزاق، ڈاکٹر غلام مرتضیٰ، ڈاکٹر عارف رشید خطاب کر رہے ہیں

تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کے زمانے سے سالانہ بنیاد پر تمام رفقاء کا اجتماع باقاعدگی اور تسلسل سے منعقد کرتی آ رہی ہے۔ ان اجتماعات میں بیرونی ممالک سے بھی رفقاء تنظیم شریک اجتماع ہوتے رہے۔ اسی طرح سابق امیر تنظیم محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے دورِ امارت میں بھی تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع بڑے اہتمام اور پابندی سے منعقد ہوتا رہا۔ موجودہ امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے امیر بننے کے بعد گزشتہ سال 2021ء میں ان کی زیرِ امارت وصدارت نومبر کے مہینہ میں سالانہ اجتماع کا انعقاد ہوا، جس میں پورے ملک سے رفقائے تنظیم اور تنظیم کی دعوت وتحریک کے قریب آنے والے احباب بھی بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔

اس سال سالانہ اجتماع کے انعقاد کی تاریخوں سے کچھ ماہ قبل تباہ کن بارشوں اور سیلاب سے ملک شدید متاثر ہوا۔ اس غیر معمولی صورت حال کے پیش امیر تنظیم شجاع الدین شیخ نے اعلیٰ سطحی مشاورت کے بعد تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع کو منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا۔ انہی دنوں تنظیم اسلامی کی پورے ملک میں انسداد سود کے حوالے سے ایک منظم، بھرپور اور پُرامن مہم جاری تھی، اس مہم کو بھی تنظیم کی قیادت نے محدود کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ سیلاب اور بارش سے متاثر اہل وطن کی آزمائش کی اس گھڑی میں ضروری معاونت کی جا سکے۔ تنظیم اسلامی کی قیادت نے متاثرین سیلاب وبارش کے لیے ایک فنڈ قائم کیا جس میں تنظیم اسلامی کے رفقاء اور احباب نے دل کھول کر حصہ لیا۔ بعدازاں اعلیٰ سطحی مشاورت کے نتیجے میں سالانہ اجتماع کے متبادل کے طور پر ملک کے چھ مقامات پر بیک وقت سالانہ اجتماعات منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ 19 اور 20 نومبر بروز ہفتہ اور اتوار کو یہ اجتماعات منعقد ہوئے۔ لاہور میں یہ اجتماع مرکز تنظیم اسلامی دار الاسلام میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں لاہور کے دو حلقہ جات، لاہور شرقی اور لاہور غربی کے علاوہ حلقہ سرگودھا اور حلقہ گوجرانوالہ سے رفقاء کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ کراچی کے رفقائے تنظیم کے لیے دو مقامات (قرآن اکیڈمی یاسین آباد اور قرآن اکیڈمی ڈیفنس) میں محترم فیصل منصوری اور محترم نعمان اختر کی زیرِ صدارت علاقائی اجتماعات منعقد ہوئے۔ قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں محترم ڈاکٹر عبد السمیع کی زیرصدارت سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ اسلام آباد میں قائم قرآن مرکز میں محترم ڈاکٹر امتیاز احمد کی زیرِ صدارت میں اجتماع منعقد ہوا۔ صوبہ KPK اور دیگر بالائی علاقوں کے رفقائے تنظیم کے لیے سالانہ اجتماع کا انعقاد عیدگاہ مردان میں کیا گیا۔ اس اجتماع کی صدارت کے فرائض تنظیم اسلامی کے سابق ناظم اعلیٰ اور سنیئر رہنما محترم اظہر بختیار خلجی نے ادا کیے۔ مختلف مقامات پر ہونے والے ان اجتماعات کے نتیجے میں تنظیم اسلامی کئی ایک باصلاحیت مقررین کی ٹیم سے متعارف ہوئی۔

ان تمام اجتماعات کا سلوگن سورۃ الحدید کی آیت نمبر 21 کا حصہ ''سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ '' ترجمہ ''دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف'' کو بنایا گیا۔ اس عبارت کا حامل بینر سٹیج کی مرکزی جگہ پر آویزاں کیا گیا۔ تمام علاقائی اجتماعات کے شرکاء سے امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ نے آن لائن خطاب کیا جبکہ لاہور میں منعقدہ اجتماع کے شرکاء کو خطاب براہِ راست سننے کا موقع حاصل ہوا۔

امیر تنظیم اسلامی نے اپنے افتتاحی خطاب میں اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتے ہوئے انتظامات میں شامل اور اجتماع میں شریک رفقاء کا شکریہ بھی ادا کیا۔ امیر تنظیم نے اجتماعات میں شرکت نہ کر سکنے والے رفقاء کے علاوہ رفقائے تنظیم کے اہل خانہ کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا۔ انہوں نے شرکاء اجتماع سے کہا کہ وہ اجتماعات کے تمام پروگراموں سے بھرپور توجہ کے ساتھ استفادہ کریں اور نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ اپنے علاقوں میں دین کے غلبہ وسربلندی کے مشن کی حامل مبارک اور مقدس دعوت کا فریضہ ادا کریں۔ انہوں نے رفقاء سے کہا کہ ہمیں چاہیے کہ دنیا کے طلب گار بننے کی بجائے آخرت کے طلب گار بنیں۔ اگر ہم آخرت کو اپنا مطلوب ومقصود بنا لیں تو دین کے جان و مال سمیت ہر قسم کی قربانی میں بھی آسانی محسوس ہوگی۔ اجتماع کے دوسرے اور آخری دن امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ نے اپنے اختتامی خطاب میں آن لائن اجتماعات میں شریک رفقاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کا قیام بھی اسلام کے نام پر عمل میں آیا جبکہ اس کا استحکام اور بقا بھی اسلامی نظام کے قیام ہی سے وابستہ ہے۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بدقسمتی سے تمام سیاسی جماعتیں اسلام مخالف ایجنڈے پر عملی طور پر ایک ہی پیج پر ہیں۔ استحصال پر مبنی موجودہ ظالمانہ نظام سے خیر اور بہتری کی کوئی اُمید نہیں ہے۔ المیہ یہ ہے کہ سیاست کے میدان میں سرگرم عمل دینی جماعتیں طویل تجربات کے بعد بھی اسی گلے سڑے اور فرسودہ نظام سے بہتری کی اُمید رکھتی ہیں۔ امیر تنظیم اسلامی نے تنظیم اسلامی کے رفقاء کو مروجہ انتخابی سیاست سے خود کو الگ رکھنے کی نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ غلبہ اسلام کی جدوجہد کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ رفقائے تنظیم ''رسول انقلاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ انقلاب'' کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں۔ انہوں نے کہا کہ جماعت اسلامی سمیت دیگر دینی حلقوں سے غیر اسلامی قوانین خصوصاً ٹرانس جینڈر ایکٹ جیسے اسلام دشمن اقدامات کے خلاف احتجاج کی صدا بلند ہوتی ہے، جو خوش آئند

ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے افغانستان کے مجاہد صفت حکمرانوں کی ماضی کی جدوجہد کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے افغانستان کے مسلمانوں کی ہر ممکن مدد کی اپیل بھی کی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام عدل و اعتدال کی تعلیمات کا حامل دین ہے۔ لہٰذا رفقاء سیاسی معاملات سمیت ہر شعبہ زندگی میں معتدل رویہ کا مظاہرہ کریں۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ تنظیم اسلامی اپنے دینی فکر اور منہاج پر ماضی کی طرح آج بھی اپنے اصولی اور اساسی نظریات پر عمل پیرا ہے اور آپ نے کسی فکری اور عملی انحراف کی سختی سے تردید کی۔ امیر تنظیم اسلامی نے اگلے سالانہ اجتماع کے لیے کئی ایک اہداف بھی دیئے۔ انفرادی سطح پر رضائے الٰہی کے حصول اور آخرت میں کامیابی کو اپنا نصب العین بنا کر قرآن و سنت، سیرت نبویؐ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خود کو زیادہ سے زیادہ قریب کریں۔ منہج نبویؐ کے لائحہ عمل کے لیے ضروری ہے کہ رفقاء تنظیم کے نظم کی پوری پابندی کریں اور انقلابی بنیادوں پر تربیتی عمل کا خود کو پابند بنائیں۔

تنظیم اسلامی کے رکن اور بانی تنظیمؒ کے قریبی ساتھیوں میں شامل محترم عبدالرزاق نے سورۃ الحدید کی آیت نمبر 25 کا درس دیا۔ انہوں نے کہا کہ ایسے نظام عدل و قسط کا قیام جس میں انفرادی اور اجتماعی ہر سطح پر اسلامی تعلیمات کی حکمرانی ہو، تمام انبیاء کا مقصد بعثت تھا۔ انہوں نے کہا کہ قربانیوں اور آزمائشوں سے گزر کر ہی خلافت راشدہ کے طرز پر نظام قائم ہوسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ باطل اور ذاتی مفادات کے نظام کے خلاف موثر جدوجہد کر کے ہی پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنایا جاسکتا ہے۔

تنظیم اسلامی کے رہنما محترم حافظ عبداللہ محمود نے اپنے خطاب میں کہا کہ غلبہ اسلام کے لیے سرگرم عمل اجتماعیت کے شرکاء کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے فکری اور عملی لائحہ عمل کے لیے قرآن وسنت کو اپنا رہبر و امام بنائیں۔ دل و دماغ کی ہم رنگی اور یکسوئی کے ذریعے ہی موجودہ دجالی دور کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ محترم عبداللہ محمود نے کہا کہ قرآن مجید اُس وقت ہمارے لئے ''صحیفہ انقلاب'' بن سکتا ہے جب رضائے الٰہی کا حصول ہماری منزل کی شکل اختیار کر لے۔ ''بیلٹ اور بلٹ'' کے مروجہ طریقوں سے غلبہ اسلام کی منزل حاصل نہیں ہوگی بلکہ اس کے لیے حضور ﷺ کے انقلابی منہج پر تمام تقاضوں اور مراحل کے ساتھ عمل کرنا ہوگا۔

تنظیم اسلامی کے رہنما محترم محمود حماد نے کہا دین کی حقیقت سے وحی الٰہی کے ذریعے ہی آگاہی حاصل ہوسکتی ہے۔ دین و دنیا کی تفریق کو ختم کر کے ہی دین کا اصل اور حقیقی تصور سامنے آسکتا ہے۔ ہم ہر وقت اور ہر شعبہ زندگی میں خود کو اللہ کے حقیقی اور فرمانبردار بندے بنائیں اور شیطانی اور طاغوتی نظریات کا خاتمہ کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کریں جسے ''جہاد'' جیسی مقدس اصطلاح کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

تنظیم اسلامی کے شعبہ تعلیم و تربیت کے رکن محترم شیر افگن نے ''ہمارے دینی تقاضے'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بدقسمتی سے مسلمانوں کی عظیم اکثریت دین کے جامع تصور سے ناآشنا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر مسلمان بندگی رب کے جملہ تقاضے اپنے سامنے رکھ کر حقیقی معنوں میں مقدور بھر اللہ کا بندہ بننے کی سعی و جدوجہد کرے۔ علاوہ ازیں اپنے قریب ترین دائرہ و حلقہ تعارف میں ''دعوت بندگی رب'' کی فریضہ وذمہ داری پر عمل کریں اور اجتماعی سطح پر ادائیگی بندگی رب کے لیے عملاً کمربستہ ہوجائیں۔

ناظم شعبہ بیرون پاکستان اور شعبہ انگریزی محترم ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے ''بیعت سمع و طاعت کے تقاضے'' کے عنوان پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جماعتی اور تنظیمی زندگی میں رخصت، اجازت اور معذرت کا معاملہ حقیقی شرعی عذر دین کی بنا پر ہونا چاہیے۔ تنظیم کے تقاضوں کو پس پشت ڈالنا یا ان کو ترجیح نہ دینا درست رویہ نہیں ہے۔ دین کے کاموں اور دینی جدوجہد کو تمام امور پر فوقیت اور بالادستی ہونی چاہیے۔

تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور کے امیر محترم عادل آفریدی نے ''درس حدیث'' کے زیر عنوان ''فطوبیٰ للغرباء'' کے موضوع پُر مدلل اور پراثر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کے مقصد زندگی کو اپنا مقصد بنانا بہت مبارک کام ہے۔ ہمیں اپنی اس ممتاز حیثیت کو پہچان کر زمانہ حاضر کے ساتھ چلنے کی بجائے زمانے کو اسلام کے مطابق چلانے کی جدوجہد کرنا ہے۔ دین کو بطور نظام زندگی اختیار کرنا دنیا اور آخرت کی فلاح وکامیابی کا موجب ہے۔

حلقہ لاہور شرقی کے ناظم تربیت محترم ڈاکٹر حافظ محمد حسیب اسلم نے ''رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب'' کے موضوع پر سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں ایمان افروز، دلچسپ انداز کی حامل اور جذبات سے معمور ولبریز گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ انقلاب اور وہ بھی اسلامی انقلاب تبھی آسکتا ہے جب انقلابی تقاضوں اور مراحل کی منزلوں پر قدم بہ قدم عمل ہوگا۔ اہل حق کو اپنا ہمنوا بنانا اور باطل کو بے نقاب کر کے پسپائی پر مجبور کرنا ہی نبوی انقلاب کی جدوجہد کا اصل لائحہ عمل اور طریقہ کار ہے۔

امیر حلقہ گوجرانوالہ محترم علی جنید میر نے اپنے خطاب میں کہا کہ یہ بات طے ہے کہ موجودہ دین دشمن اور غیر اسلامی نظام کے خاتمے کے بعد ہی اسلامی نظام رائج ہوسکتا ہے۔ یہ بات اگر ذہن میں راسخ ہوجائے تو ہمارے فکری تضادات اور ردعمل میں بے اعتدالی کا عنصر خود بخود ختم ہو جائے گا۔ ہمیں اپنی عقل پر شریعت کے احکام کو حاکم بنانا ہوگا۔

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف نے تزکیہ نفس اور اقامتِ دین کے موضوع پر منفرد انداز میں رہنمائی کا فریضہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا ہمیں محض انقلابی نہیں بلکہ اسلامی داعی بنانا ہے۔ ماضی کی تحریکوں اور جماعتوں کی بے اعتدلیوں سے بچتے ہوئے اسلام کے غلبہ کی جدوجہد میں اپنے جان و مال کی قربانیاں دینا ہوں گی۔ تزکیہ نفس ہی وہ سرمایہ ہے جس سے اقامت دین کی گاڑی تیز رفتاری سے چلے گی۔

تنظیم اسلامی کے نائب امیر محترم اعجاز لطیف نے ''اقامت دین اور میرا گھر'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معیار زندگی کو بلند کرنے کے بجائے معیار بندگی کو بڑھانے کی کوششیں کرنا ہوں گی۔ رفقاء کو اپنے گھر میں اپنی اہلیہ، بچوں، بہن بھائیوں اور والدین کے حوالے سے اپنی دینی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا کرنا ہوگا۔ گھر کی سلطنت کو اسلام کے قالب اور رنگ میں ڈھالنے کی کوششیں بروئے کار لائیں۔ گھریلو اسرہ بروئے کار لائیں۔

ڈاکٹر عارف رشید نے اپنی والدہ اور حلقہ خواتین تنظیم اسلامی کی ناظمہ عالیہ کا رفقاء تنظیم کے نام ناصحانہ پیغام پڑھ کر سنایا۔

پروگرام زمانہ گواہ کے خصوصی پروگرام ''تنظیم اسلامی: ماضی، حال اور مستقبل'' کی ریکارڈنگ اور بانی محترم کا خطاب بھی تمام اجتماعات میں سنایا اور دکھایا گیا۔

لاہور کے علاقائی اجتماع کے ناظم اور امیر حلقہ لاہور شرقی محترم نورالوریٰ نے شرکاء اجتماع کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں ضروری اطلاعات اور معلومات سے نوازا۔

نمازوں کے ساتھ درس حدیث کے زیر عنوان محترم مجاہد امین نے ''خلافت کی خوشخبری''، محترم خباب عبدالخالق نے ''امر بالمعروف و نہی عن المنکر'' اور مولانا عامر نے ''انفاق کی اہمیت'' کے موضوع پر بہترین انداز میں درس دیا۔

امیر محترم کی اختتامی دعا کے ساتھ اس بامقصد اجتماع کا بخیر وخوبی اختتام ہوا۔

الحمدللہ علیٰ ذلک۔

تنظیم اسلامی کی ناظمہ عالیہ کا رفقاءِ تنظیم اسلامی کے نام ناصحانہ پیغام

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے سراپا تشکر ہوں کہ اُس نے اس سال بھی مجھے آپ سے مخاطب ہونے کا موقع فراہم کیا ہے۔

چند باتیں اور نصیحتیں یاددہانی اور قندِ مکرر کے طور پر عرض کرنا چاہتی ہوں۔

1۔ ہر وہ رفیق تنظیم اسلامی جو اپنی فیملی کا سربراہ ہے، اپنے اہل وعیال کی دینی تعلیم و تربیت کے حوالے سے اپنے آپ کو اللہ کی جناب میں جواب دہ سمجھے۔ خصوصاً ستر وحجاب کا اہتمام، غیر شرعی رسومات و بدعات سے اجتناب، شعائرِ دینی کی پابندی وغیرہ، اگر ان معاملات میں سربراہِ فیملی سے کوئی غفلت یا کوتاہی ہوگئی تو عنداللہ مسئول ہوگا۔ لیکن اس ضمن میں یہ حکمت بھی ہمارے پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ ہمارا دین ہمیں شرعی احکامات کی تعمیل اور تنفیذ کے حوالے سے سختی کے ساتھ ساتھ حکمت اور عفو و درگزر سے کام لینے کی بھی تاکید کرتا ہے۔

2۔ آج کے دور کا ایک بڑا فتنہ ''سوشل میڈیا کا فتنہ'' ہے۔ انٹرنیٹ اور موبائل فون کے غلط استعمال کی وجہ سے بچوں خصوصاً نوجوان بچوں اور بچیوں میں تیزی کے ساتھ اخلاقی زوال بڑھتا چلا جارہا ہے، اس ایجاد کا مثبت استعمال اپنی جگہ لیکن اس کے غلط استعمال نے شرم وحیا کا جنازہ نکال کر رکھ دیا اور نوجوان نسل کو تباہی کے دہانے پر پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ میری تنظیم اسلامی کے تمام رفقاء سے درخواست ہے کہ اس معاملے میں خصوصی توجہ فرمائیں۔

3۔ ایک اور بات تنظیم اسلامی کے رفقاء کی نوجوان بچیوں کے حوالے سے ضرور کہنا چاہوں گی کہ مخلوط تعلیمی اداروں سے اپنے بچوں کو بچائیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت میں اس بات کو خصوصی اہمیت دیں کہ شادی کے بعد اُن کی اوّلین ذمہ داری گھر داری اور اولاد کی تربیت ہے۔ لہٰذا اپنی بچیوں کی تعلیم کے ضمن میں اُن موضوعات کو اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی کریں جو اُن کی گھریلو ذمہ داریوں سے متعلق ہوں۔

مزید درج ذیل چند ضروری باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں:

1۔ اپنے ایمان میں اضافہ کی ہر دم فکر کرتے رہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے ایک فرمان کے مطابق جس کا آج گزشتہ کل سے بہتر نہیں ہے، وہ گھاٹے میں ہے۔ اپنے رب کے ساتھ تعلق بڑھانے کی غرض سے رات کی تنہائی میں اپنے رب کی جناب میں استغفار اور مناجات کا خصوصی اہتمام کریں۔

2۔ نبی اکرم ﷺ کے قول مبارک ((حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا)) (مشکوٰۃ) ''اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہا کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔'' کے مصداق اپنا محاسبہ ضرور کرتے رہیں۔ اللہ کی ذات سے نیک اعمال کی توفیق ملنے پر اللہ کا شکر ادا کیجیے اور کثرت کے ساتھ استغفار کا اہتمام کیجیے۔

3۔ ''ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے'' کے مصداق تنظیمی تقاضوں کی ادائیگی اور نظم کی پابندی کا خوگر بنائیں اور ﴿اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا﴾ (بنی اسرائیل:34) کو سامنے رکھتے ہوئے امیر تنظیم سے کیے ہوئے عہد کو، جو بوقت بیعت آپ نے کیا تھا، ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھیے۔ اور ﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ﴾ (الاعراف:200) کے مصداق شیطان کی اُکساہٹوں سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دے دیجیے۔

4۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق ((اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ)) کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں اور موت سے قبل زندگی کو، بڑھاپے سے قبل جوانی کو، بیماری سے قبل صحت کو، مصروفیت سے قبل فراغت کو اور فقر سے قبل خوشحالی کو غنیمت جانیے۔ اللہ کی عنایت کردہ بے شمار اور بے بہا نعمتوں پر ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتے رہیں اور زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھیے۔

آخر میں تنظیم اسلامی کے اس سالانہ اجتماع میں شریک تمام رفقاء کے حق میں میری یہ دلی دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کا اس اجتماع میں آنا، وقت لگانا اور گھر کا سکون چھوڑ کر یہاں کی مشقت برداشت کرنا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمارے جذبہ ایمان کو نہ صرف قائم رکھے بلکہ اس میں اضافہ فرمائے۔ آمین (یارب العالمین)

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی ممتاز آباد کے معتمد محمد وسیم بھٹی کو ڈینگی بخار ہوگیا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0304-0073677

☆ تنظیم اسلامی ملتان شمالی کے رفیق عبدالکریم شاکر اور عبداللہ عامر کو ڈینگی بخار ہوگیا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0333-6126862

0300-6337986

☆ تنظیم اسلامی ممتاز آباد کے نقیب عامر نوید کو ڈینگی بخار ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0332-6043007

☆ امیر تنظیم اسلامی ممتاز آباد سید راشد عباس کی والدہ محترمہ بیمار ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0300-6372561

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ رفقاء اور احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

''سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات''

سود کی حرمت کے حوالے سے اعتراضات اور اُن کے جوابات

پہلا اعتراض: سورۃ البقرہ میں سود کی حرمت سے متعلق آیات کا اطلاق فقراء و مساکین کے لیے ہے نہ کہ اُن صنعت کاروں اور تاجروں کے لیے جو بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں۔

جواب: سورۃ البقرہ آیت: 278 میں حکم ہے کہ ﴿وَذَرُوۡا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا﴾ چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی بچا ہے۔ اس حکم میں ایسی کوئی تخصیص نہیں کہ ربوا کس سے لینا جائز ہے اور کس سے لینا ممنوع ہے بلکہ ہر قسم کے ربوا کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ سورۃ البقرۃ آیت: 280 میں فرمایا گیا کہ قرض خواہ اگر تنگ دست ہو تو اس کو مہلت دو۔ اس سے یہ مراد لینا کہ قرض خواہ اسی صورت میں تنگ دست ہو سکتا ہے کہ فقیر ہو درست نہیں۔ یہ صورت کسی تاجر یا صنعت کار کے لیے بھی ہو سکتی ہے کہ اس کا مال کاروبار میں لگا ہوا ہو اور فوری طور پر قرض کی واپسی اس کے لیے ممکن نہ ہو۔ بلکہ مہلت کا معاملہ تو اسی کے لیے ہے جس کے معاشی حالات بہتر ہونے کی توقع ہو۔ فقراء اور مساکین کے لیے تو زیادہ مناسب ہے کہ ﴿اَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ﴾ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ان کا قرض معاف ہی کر دیا جائے۔

ربوا کی ممانعت سے متعلق جو آیات سورۃ البقرہ میں نازل ہوئیں ان میں سے آیت 280 میں فرمایا گیا: ﴿لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ﴾ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ لہٰذا سود کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ نوع انسانی پر ظلم ہوتا ہے۔ جو صنعت کار یا تاجر بنک سے بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں کیا وہ سود اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں؟ بلکہ وہ صنعتی طور پر تیار شدہ مال یا مالِ تجارت کی قیمت میں سود کو بھی شامل کرتے ہیں۔ لہٰذا اصل بوجھ تو خریداروں یعنی صارفین پر آتا ہے جن میں امراء اور غرباء سب ہی شامل ہوتے ہیں۔ پھر کیا قرض لینے والے صنعت کاروں یا تاجروں کا نفع یقینی ہوتا ہے کہ وہ بنک کو لازماً قرض کے ساتھ اضافہ بھی ادا کریں۔ ظلم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک فریق (یعنی بنک) کے نفع کی ضمانت ہو اور دوسرے کے نفع کی کوئی ضمانت نہ ہو۔

بنک صرف تجارتی اور صنعتی قرضوں پر ہی سود وصول نہیں کرتے بلکہ صرفی قرضوں پر بھی سود وصول کرتے ہیں۔ مثلاً حکومت بنکوں سے جو قرض لیتی ہے ان میں سے بڑا حصہ دفاع اور غیر ترقیاتی کاموں کے لیے ہوتا ہے۔ اسی طرح عام شہری بھی بنکوں سے مکانات کی تعمیر، سواریوں کے حصول، گھریلو اثاثہ جات کی خریداری اور شادی بیاہ کی رسوم وغیرہ کے لیے قرض لیتے ہیں۔ بحوالہ ''سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات''، از حافظ انجینئر نوید احمد

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 216 دن گزر چکے!

Quote on Riba

"Why, when the economist gives advice to his society, is he so often coolly ignored? He never ceases to preach free trade, and protectionism is growing in the United States. He deplores the perverse effects of minimum wage laws, and the legal minimum is regularly raised each 3 or 5 years. He brands usury laws as a medieval superstition, but no state hurries to repeal its law."

Samuel Johnson *(A poet, essayist, moralist, literary critic, biographer, editor and lexicographer)*

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

''قرآن اکیڈمی یاسین آباد، کراچی (حلقہ کراچی شمالی کے تحت)'' میں
10 تا 16 دسمبر 2022ء (بروز ہفتہ نمازِ عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

اور

16 تا 18 دسمبر 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ امراء، نقباء و معاونین پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0335-0379314 / 021-36823201-02

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

''قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد'' میں
09 تا 11 دسمبر 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس (نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

اور

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: مدرسین ریفریشر کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ منہجِ انقلاب نبوی ﷺ ☆ محاضرات حدیث: از ڈاکٹر محمود احمد غازی (باب 7 تا 12)

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-7914988 / 041-8732325

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

Vol: 31 Regd. No. C.P.L NO.114 No.46

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore